REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P. 67.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد ۔۔۔ ۲۱
ایڈیٹر:۔
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:۔
خورشید احمد انور

بدر قادیان ہفت روزہ

شمارہ ۔۔۔ ۳۱
شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۲ھ | ۳ ظہور ۱۳۵۱ ہش | ۳ اگست ۱۹۷۲ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان یکم ظہور (اگست) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق لندن کی معرفت آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔ حضور ان دنوں ایبٹ آباد میں ہی تشریف فرما ہیں۔ احباب التزام کے ساتھ اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان یکم ظہور (اگست)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال تربیتی دورہ پر ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ آنمحترم مع اہل و عیال مورخہ ۲۴ر وفاء کو حیدرآباد سے چندہ کنٹہ ہوتے ہوئے یادگیر تشریف لے گئے اور غالباً ۳۰ر وفاء کو واپس حیدرآباد تشریف لے آئے ہیں احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر رہے آمین۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ چند روز گرمی کی کافی شدت کے بعد کل کچھ بارانِ رحمت کا نزول ہوا۔ جس کی وجہ سے موسم قدرے خوشگوار ہوگیا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

حیدرآباد میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا ورودِ مسعود!

اور

اہم دینی مصروفیات

(از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ انچارج حیدرآباد (آندھرا پردیش)

استقبال حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال پروگرام کے مطابق ۱۲ر جولائی کو رات دس بجے حیدرآباد تشریف لائے اسٹیشن پر سینکڑوں کی تعداد میں احمدی مرد و زن جمع ہوئے تھے جنہوں نے اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد۔ کے نعروں سے آپ کا استقبال کیا۔ جماعتِ احمدیہ حیدرآباد۔ سکندرآباد و یادگیر کی نمائندگی کرتے ہوئے محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد۔ محترم سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب صدر جماعتِ احمدیہ سکندرآباد اور محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے صاحبزادہ صاحب موصوف کی گل پوشی کی اور اس کے بعد ایک تنظیم کے تحت جملہ احباب نے مصافحہ و معانقہ کا شرف حاصل کیا۔ دوسری جانب احمدی خواتین نے حضرت بیگم صاحبہ کی گل پوشی کی۔ اور ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ احمدی بچوں نے خاندان کے بچوں کا استقبال کیا۔ مکرم یوسف حسین صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے نظم و ضبط کا بہت اچھا انتظام کر رکھا تھا۔

خطبۂ جمعہ ۱۴ر جولائی کو احمدیہ لیکچر ہال میں سینکڑوں احمدی احباب کو خطاب کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک روح پرور خطبہ بیان فرمایا۔ یہ ایک تربیتی خطبہ تھا اور مختلف پہلوؤں پر مشتمل تھا۔ اس پُرمعارف خطبہ کے دوران حضرت صاحبزادہ صاحب نے یہ امر بھی بیان فرمایا کہ اس طویل سفر میں اپنے بچوں کو بھی اس لئے میں نے ساتھ رکھا ہے تاکہ یہ لوگ خود ہندوستان کے مختلف مقامات پر پہنچ کر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیں اور حق الیقین کے مقام کو حاصل کرلیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت اپنے الہامات کے مطابق کس انداز کے ساتھ احمدیوں کے دلوں میں قائم کی ہے۔ اور الٰہی نوشتوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت و اولاد و نسل کے متعلق جو وعدے ہیں وہ کس عظمت کے ساتھ پورے ہو رہے ہیں۔

اس جگہ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو الہاماً یہ بشارت دی تھی کہ:۔

"تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی۔
اور آخری دنوں تک سرسبز رہے
گی۔ خدا تیرے نام کو اُس روز تک
جو دنیا منقطع ہوجائے عزت کے
ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت
کو دنیا کے کناروں تک پہنچا
دے گا۔" (تذکرہ ۱۴۱)

استقبالیہ تقریب ۱۶ر جولائی کو جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کی جانب سے احمدیہ لیکچر ہال میں حضرت صاحبزادہ صاحب کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی جس میں احبابِ جماعتِ احمدیہ نے شرکت کی۔

محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ کی زیرِ نگرانی کارروائی کا آغاز عزیز منور احمد صاحب کی تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد محترم مولوی محمد عبد اللہ صاحب بی۔ایس سی۔ نائب، امیر جماعت احمدیہ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کے اعزاز میں جماعتِ احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کی جانب سے ایک سپاسنامہ پڑھ کر سنایا۔ یہ سپاس نامہ پہلے سے طبع کروا لیا گیا تھا۔ اس سپاسنامے میں حضرت میاں صاحب موصوف اور آپ کے خاندان کی خدمت میں پُرمسرت خوش آمدید کا تحفہ پیش کیا گیا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے سپاس نامہ کا جواب دیتے ہوئے احبابِ جماعت کا شکریہ ادا کیا اور ایک روح پرور اور ایمان افروز تقریر فرمائی جس میں آپ نے احبابِ جماعت کو نئے عزم و ہمت اور نئے ولولہ کیساتھ مفوضہ خدماتِ دینیہ کو انجام دینے کی تلقین فرمائی۔ دورانِ تقریر آنمحترم نے سینما بینی کی لعنت کا تذکرہ بھی فرمایا اور بتایا کہ باوجود اس کے کہ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سینما کے خطرناک اور ضرر رساں پہلوؤں کو بیان فرما کر اس کے دیکھنے سے منع فرمایا ہے پھر بھی ہمارے بعض نوجوان اس میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ آج سینمابینی کے گزند دینے والے نقصانات کو مادہ پرست دنیا کے افراد بھی محسوس کر رہے ہیں۔ لہٰذا عہدیدارانِ جماعت کو چاہیئے کہ اس کے نقصان دہ اور ضرر رساں پہلوؤں کو احبابِ جماعت کے سامنے پیش کرکے بار بار سمجھائیں تاکہ احباب اس خطرناک وباء سے بچ سکیں۔

آخر میں آپ نے بعض فدایانِ احمدیت حیدرآباد کا بھی مختصر تذکرہ فرمایا۔ مثلاً حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب۔ حضرت سیٹھ محمد غوث صاحب۔ حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب رضی اللہ عنہم یادگیر حضرت سیٹھ محمد حسین صاحب آف چنتہ کنٹہ۔ اور بتایا کہ ان بزرگوں نے احمدیت میں داخل ہونے کے بعد جو نیک تبدیلی اپنے اندر پیدا کی اور اسلام و احمدیت کی خدمت سرانجام دی اس کے نتائج آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ حیدرآباد و سکندرآباد کے نوجوان بھی ان بزرگوں کا تتبع کریں۔

بعد اجتماعی دعا استقبالیہ تقریب بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی۔ حاضرین کی تواضع ناشتہ اور چائے سے کی گئی۔

سکندرآباد میں ورود اسی روز جماعت احمدیہ سکندرآباد نے حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب رضی اللہ عنہ کے دولت کدہ پر ایک تربیتی اجلاس کا انتظام کیا ہوا تھا۔ اجلاس کی کارروائی محترم سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب صدر جماعت احمدیہ سکندرآباد کی زیرِ صدارت ساڑھے پانچ بجے شام شروع ہوئی۔ تلاوتِ قرآن کریم مولوی سلطان احمد صاحب فاضل نے کی۔ نظم کے بعد محترم بشیر الدین الہ دین صاحب سیکرٹری تبلیغ و تربیت نے بعض تربیتی امور کو بیان کیا۔ بعدہٗ ڈیڑھ گھنٹہ تک حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک پُرمعارف تقریر بیان فرمائی۔ (باقی دیکھئے صلا پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳ ظہور ۱۳۵۱ہش

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ

اسلام کی حقیقت کا بیان اور اسکی اشاعت کا انتظام

سیّدنا حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسلمان خلافتِ راشدہ کے بعد جب مُلوکیت کے دَور میں داخل ہوتے تو اسلام کی تعلیم و تربیت اور تبلیغ و اشاعت کا کام علماء نے سنبھال لیا۔ ابتداء میں تو ان میں کوئی تفریق نہ تھی مگر آہستہ آہستہ علماء بھی دو گروہ میں تقسیم ہو گئے۔ ایک علماءِ ظاہر، دُوسرے علماءِ باطن جن کو صُوفیاء بھی کہا جاتا ہے۔ اگرچہ ان دونوں گروہوں میں کوئی واضح متعین خط نہیں کھینچا جاسکتا تا آنکہ ان دونوں نے مبالغہ کی صُورت اختیار نہ کر لی۔ اس کے باوجود علمائے حق کا ایک معتدل گروہ ایسا موجود رہا جو صحیح اسلام کی نمائندگی کرتا رہا۔ یہ گروہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مجدّدین کے گرد نظر آتا ہے۔ اور یہ مجدّدین کرام اپنے اپنے زمانہ کے حسب حال اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے اسلام کی حقیقت اور اس کا صحیح چہرہ دُنیا کے سامنے پیش کرتے رہے۔ اِس موجودہ زمانہ میں اسلام کے صحیح خد و خال، اس کی حقیقت اور اس کا اصل چہرہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے پیش فرمایا ہے۔ ہم حضورؑ کی مشہور تصنیف "آئینہ کمالاتِ اسلام" میں سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جس میں آپ نے اسلام کی حقیقت کو بیان فرمایا۔ اس اقتباس سے جہاں قارئین کو اسلام کی حقیقت کو سمجھنے میں مدد ملے گی وہاں حضورؑ کی تصانیف کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوگا۔

حضورؑ فرماتے ہیں:-

"واضح ہو کہ لغتِ عرب میں اسلام اس کو کہتے ہیں کہ بطور پیشگی ایک چیز کا مول دیا جائے۔ اور یہ کہ کسی کو اپنا کام سونپیں۔ اور یا یہ کہ صلح کے طالب ہوں۔ اور یا یہ کہ کسی امر یا خصومت کو چھوڑ دیں۔

اور اصطلاحی معنی اسلام کے وہ ہیں جو اس آیت کریمہ میں اس کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ کہ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ یعنی مسلمان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے۔ یعنی اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیوے۔ اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لئے قائم ہو جائے اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اس کی راہ میں لگا دیوے۔ مطلب یہ ہے کہ اعتقادی اور عملی طور پر محض خدا تعالیٰ کا ہو جائے۔

اعتقادی طور پر اس طرح سے کہ اپنے تمام وجود کو درحقیقت ایک ایسی چیز سمجھ لے جو خدا تعالیٰ کی شناخت اور اس کی طاقت اور اس کے عشق اور محبت اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

اور عملی طور پر اس طرح سے کہ خالصۃً حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق اور ہر ایک خدا داد توفیق سے وابستہ ہیں بجا لاوے۔ مگر ایسے ذوق و شوق و حضور سے کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینہ میں اپنے معبودِ حقیقی کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے۔

پھر بقیہ آیت کا یہ ہے کہ جس کی اعتقادی و عملی صفائی ایسی محبت ذاتی پر مبنی ہو اور ایسے طبعی جوش سے اعمالِ حسنہ اس سے صادر ہوں وہی ہے جو عند اللہ مستحق اجر ہے اور ایسے لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ کچھ غم رکھتے ہیں۔ یعنی ایسے لوگوں کے لئے نقد نجات موجود ہے۔ کیونکہ جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر ایمان لاکر اس سے موافقت تامہ ہو گئی اور ارادہ اس کا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ہمرنگ ہو گیا اور تمام لذت اس کی فرمانبرداری میں ٹھہر گئی اور جمیع اعمال صالحہ نہ مشقت کی راہ سے بلکہ تلذذ اور احتظاظ کی کشش سے سرزد ہونے لگے تو یہی وہ کیفیت ہے جس کو فلاح اور نجات اور رستگاری سے موسوم کرنا چاہیئے۔ اور عالم آخرت میں جو کچھ مشہود و محسوس ہوگا وہ درحقیقت اسی کیفیت راسخہ کے اظلال و آثار ہیں جو اس جہان میں جسمانی طور پر ظاہر ہو جائیں گے مطلب یہ ہے کہ بہشتی زندگی اسی جہان سے شروع ہو جاتی ہے اور جہنمی عذاب کی جڑ بھی اسی جہان کی گندی اور کورانہ زیست ہے ...... اور ان آیات پر غور کرنے سے یہ بات بھی صاف طور پر ظاہر ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی کا وقف کرنا جو حقیقتِ اسلام ہے دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کو ہی اپنا معبود اور مقصود اور محبوب ٹھہرایا جائے اور اس کی عبادت اور محبت اور خوف اور رجا میں کوئی دوسرا شریک باقی نہ رہے۔ اور اس کی تقدیس اور تسبیح اور عبادت اور تمام عبودیت کے آداب اور احکام اور اوامر اور حدود اور آسمانی قضا و قدر کے امور بدل و جان قبول کئے جائیں۔ اور نہایت نیستی اور تذلل سے ان سب حکموں اور حدوں اور قانونوں اور تقدیروں کو بارادت تمام سر پر اُٹھا لیا جائے۔ اور نیز وہ تمام پاک صداقتیں اور پاک معارف جو اس کی وسیع قدرتوں کی معرفت کا ذریعہ اور اس کی ملکوت اور سلطنت کے علو مرتبہ کو معلوم کرنے کے لئے ایک واسطہ اور اس کے آلاء و نعماء کے پہچاننے کے لئے ایک قوی رہبر ہیں، بخوبی معلوم کر لی جائیں۔ دُوسری قسم اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کی یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی اور چارہ جوئی اور بار برداری اور سچی غمخواری میں اپنی زندگی وقف کر دی جائے۔ دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے دُکھ اُٹھاویں اور دوسروں کی راحت کے لئے اپنے پر رنج گوارا کر لیں۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اسلام کی حقیقت نہایت ہی اعلیٰ ہے اور کوئی انسان کبھی اس شریف لقب اہلِ اسلام سے حقیقی طور پر ملقّب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنا سارا وجود مع اس کی تمام قوتوں اور خواہشوں اور ارادوں کے حوالہ بخدا نہ کر دیوے اور اپنی انانیت سے مع اس کے جمیع لوازم کے ہاتھ اُٹھا کر اسی کی راہ میں نہ لگ جاوے۔ پس حقیقی طور پر اسی وقت کسی کو مسلمان کہا جائے گا جب اس کی غافلانہ زندگی پر ایک سخت انقلاب وارد ہو کر اس کے نفسِ امّارہ کا نقش ہستی مع اس کے تمام جذبات کے یکدفعہ مٹ جائے اور پھر اس موت کے بعد محسن للہ ہونے کی نئی زندگی اس میں پیدا ہو جائے اور وہ ایسی پاک زندگی ہو جو اس میں بجز طاعت خالق اور ہمدردیٔ مخلوق اور کچھ بھی نہ ہو"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۷ تا ۶۲)

حضورؑ کے اس اقتباس سے حقیقتِ اسلام واضح ہو جاتی ہے یعنی اپنے آپ کو کلّی طور پر اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دینے کا نام اسلام ہے۔ گویا اسلام کا تعلق نہ صرف ظاہری اعمال سے ہے اور نہ صرف باطنی امور سے ہے بلکہ اس کا تعلق انسان کی ظاہر و باطن پوری زندگی سے ہے۔ اس لئے جو لوگ صرف ظاہر پر زور دیتے ہیں وہ بھی حقیقتِ اسلام سے دُور نکل جاتے ہیں اور جو صرف باطن پر زور دیتے ہیں اور ظاہر کو چھوڑ دیتے ہیں وہ بھی اسلام کی حقیقت سے دُور ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح یہ دونوں طبقے عوام کی گمراہی کا باعث بھی بنتے ہیں۔ اور حقیقی اسلامی سوسائیٹی کے قیام میں مدد کی بجائے اس کی پراگندگی اور انتشار کا موجب بنتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں مسلمان عوام حقیقی دین اور اسلام سے بالکل بیگانہ ہو چکے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان دوسروں پر اثر ڈالنے کی صلاحیت کھو بیٹھے ہیں اور اس طرح اشاعتِ اسلام کے کام میں بھی روک پیدا ہو گئی ہے۔ کیونکہ نہ تو ظاہر پرستوں کے قال میں اثر ہے اور نہ ہی باطن پرستوں کے حال میں کچھ تاثیر باقی ہے۔

اس کے برخلاف ہم دیکھتے ہیں کہ گذشتہ صدیوں میں جن بزرگوں نے اشاعتِ اسلام کا حقیقی کام کیا ہے وہ وہی لوگ تھے جو ظاہر و باطن میں اسلامی اعتدال پر قائم تھے۔ اس قسم کے لوگ اللہ کے فضل سے ہر زمانہ میں موجود رہتے اور ایسے ہی وہ لوگ تھے جو اللہ تعالےٰ کے مجدّدین کے گرد جمع ہو جاتے رہے۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے اثرات غیر مسلموں پر بھی ڈالے۔ اور [illegible] اس چشمہ سے سیرابی حاصل کی۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں [illegible] اپنے عملی نمونہ [illegible] احیائے دین کے کارنامے سرانجام دیئے۔ دُور کیوں جائیں گذشتہ صدی میں حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تجدید و احیائے دین کے کارناموں سے بے شمار لوگوں نے اسلام کے چشمۂ صافی سے سیرابی حاصل کی۔ لیکن افسوس ہے کہ آپ نے جو دینی رُوح پیدا کی تھی ظاہر پرستوں نے اس کی طرف زیادہ توجہ نہ دی جتنی توجہ آپ کے کارنامہ جہاد بالسیف کی طرف دی گئی۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۵۱ہش مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۷۲ء منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے اکیاسی ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۵۱ ہجری شمسی مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۷۲ء رکھی گئی ہیں۔ جملہ پریذیڈنٹ و امراء صاحبان جماعت ہائے احمدیہ اور مبلّغین سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی مذکورہ تاریخوں سے مطلع کیا جائے تاکہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کرکے اس عظیم الشان رُوحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے صرف اسی شخص کے لئے کھولتا ہے جو اس سے سچا، حقیقی اور پختہ تعلق رکھتا ہو

جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کسی کیلئے رحمت کا فیصلہ کرے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے اس رحمت سے محروم نہیں رکھ سکتی

الٰہی بشارتوں کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس عہد کو پورا کرو جو تم نے خدا تعالیٰ سے کیا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز. فرمودہ ۳۰ ظہور ۱۳۴۷ ہش مطابق ۳۰ اگست ۱۹۶۸ء بمقام احمدیہ ہال کراچی

تشہد کے بعد قرآن کریم کی ذیل کی آیات تلاوت فرمائیں :-

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُکُمْ مِنَ اللّٰہِ اِنْ اَرَادَ بِکُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِکُمْ رَحْمَۃً وَلَا یَجِدُوْنَ لَھُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا۔

(احزاب : ۱۸)

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْھُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا لِیَجْزِیَ اللّٰہُ الصّٰدِقِیْنَ بِصِدْقِھِمْ وَیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔

(احزاب : ۲۳ ۔ ۲۴)

آیات مندرجہ بالا کے بعد فرمایا

کراچی میں نزلہ اور انفلوئنزا کافی پھیلا ہوا ہے۔ اور کل میں بھی اس میں حصہ دار بن گیا۔ گو آج کچھ فرق ہے لیکن بڑا شدید حملہ ہوا۔ گلے میں بھی تکلیف ہے اور آنکھوں پر بھی اس کا بوجھ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ حصہ دار تو میں آپ کے ساتھ اس میں بن گیا ہوں آپ کو بھی جن کو انفلوئنزا ہوا یا جن کو اس سے خطرہ ہے اللہ تعالیٰ اس سے نجات فرمائے اور مجھ پر بھی فضل فرمائے اور صحت دے۔ باقی جو دوسری تکلیف تھی اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور بھی افاقہ ہوا ہے۔ پچھلے چار پانچ دن میں بلڈ شوگر یعنی خون میں جو شکر ہوتی ہے وہ سات پوائنٹ اور نیچے گر گئی ہے اور نارمل کی طرف آگئی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

چند خطبات میں میں سورہ احزاب کی اس آیت کی تفسیر کر رہا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی کے متعلق اپنے غضب اور قہر کا فیصلہ کرے تو وہ اللہ کے اس غضب اور قہر سے بچ نہیں سکتا۔

اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کسی کے متعلق رحمت کا فیصلہ کرے تو دنیا چاہے جتنا زور لگا لے، مخالفتوں کی آندھیاں اور طوفان اٹھیں ایسے شخص کو دنیا کی کوئی طاقت خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے محروم نہیں کر سکتی۔ لیکن وہ جو حکمتوں کا منبع اور سرچشمہ ہے اس کے ارادے اس کے اپنے وضع کردہ اصول کے مطابق ظاہر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیسیوں ایسے سبق ہمیں دیئے ہیں کہ اگر ہم انہیں سمجھیں اور ان کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنی رحمت کے دروازے یقیناً کھولے گا یہ اس کا وعدہ ہے۔ چند ایک جن کا ذکر سورۃ احزاب میں ہے ان کے متعلق میں ان خطبات میں کچھ بیان کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں

رحمت کے دروازے

کھلنے کا ایک اور طریق اس آیت میں بیان فرمایا ہے کہ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ۔ کہ مومنوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو جو اللہ تعالیٰ سے کیا تھا پورا کر دکھایا ہے ان میں ایک وہ ہیں جن کا انجام بخیر ہو گیا۔ اور ان کے صدق پر اللہ تعالیٰ کے فضل نے مہر لگا دی اور ایک وہ ہیں جو ابھی ابتلاؤں کے دور میں تو ہیں لیکن ان کا عزم ان کی نیت اور ان کی کوشش اتنی پختہ ہے کہ اپنے اس عہد کو نباہنے کے لئے ان کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ انہوں نے اپنی نیت میں اپنے عزم میں اپنے عمل میں کوئی تبدیلی نہیں کی اس لئے اللہ تعالیٰ بھی ان کے ساتھ جس سلوک کا وعدہ کیا گیا اس میں کوئی تبدیلی نہیں کرے گا۔ تو یہ عہد جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ہے جو سورۃ احزاب کی چوبیسویں آیت ہے یہ عہد اصولی طور پر سورہ یٰسین میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اَلَمْ اَعْھَدْ اِلَیْکُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔

(آیت ۶۱) کہ اے آدم کی اولاد کیا میں نے تم کو یہ تاکیدی حکم نہیں دیا اور کیا تم نے مجھ سے یہ عہد نہیں کیا کہ تم شیطان کی پیروی اور اس کی عبادت اور اس کی مشابہت اختیار کرنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ اور اس کے مقابلہ میں تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اس کی معرفت اور اس کا عرفان حاصل کرنے کی کوشش کرو گے۔ اور اس کی صفات جس رنگ میں ہماری اس دنیا میں ہم سے تعلق رکھنے والی ظاہر ہوتی ہیں ان صفات کا مظہر بننے کی کوشش کرو گے۔ جس طرح وہ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے بھائیوں اور اللہ کے بندوں پر رحم کرو گے۔ جس طرح وہ اپنے بندوں کو حلال اور طیب رزق پہنچاتا ہے اسی طرح تم کوشش کرو گے کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا محتاج نہ رہے جس کو ضروریات زندگی بھی میسر نہ آئیں۔ جس طرح وہ اپنی رحیمیت کے جلوے دکھلاتا ہوا بغیر اس کے کہ ہمارا اس پر کوئی حق ہو کہ وہ ہمارے عمل کی پاداش میں ہمیں کچھ عطا کرے گا۔ اور اس کا اچھا نتیجہ نکالے گا۔ تو وہ عمل کرنے والوں کے عمل کے مطابق خود نتیجہ نکالتا ہے۔ وہ لوگ جن سے تم کام لیتے ہو اگر وہ اپنے حق کو ادا کر دیں تو تم بھی ان کے حق کو ادا کر دیا کرو۔ ان کی مزدوری کم نہ کیا کرو۔ اس سے بڑے فتنے پیدا ہوتے ہیں دنیا میں

اکثر انقلاب

اللہ تعالیٰ کی صفت رزاق کے مطابق اپنی صفت کو نہ بنانے کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔ انسان یہ تو سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ رزاق ہے اور اسے مجھے رزق دینا چاہیئے لیکن وہ اپنی اس ذمہ داری کو نہیں سمجھتا کہ مجھے بھی اس صفت کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا چاہیئے اور خدا کے بندوں کے متعلق جو میرے کندھے پر حقوق رکھے گئے ہیں ان حقوق کو ادا کرنا چاہیئے۔ تو اس آیت میں جو سورۃ یٰسین کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی تفسیر بیان کی ہے کہ جن لوگوں نے اپنے عہد کو پورا کیا اور انہوں نے آخر وقت تک ثبات قدم دکھلایا۔ یا ایک دوسرا گروہ ہے جو انتظار کر رہے ہیں اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دیتا چلا جائے گا اور جب ان کے انجام کا وقت آئے گا تو اس وقت بھی ان کا رب انہیں ثابت قدم اور وفا کا پتلا دیکھے گا۔ اور اسی کے مطابق ان سے سلوک کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ یہ بھی بتایا ہے کہ جو لوگ صدق نہیں دکھلاتے اور عہد کو توڑ دیتے ہیں وہ اصولی طور پر دو وجہ سے عہد کو توڑتے ہیں۔ ایک اس لئے کہ وہ شیطان اور شیطان کی ذریت سے خوف کھانے لگتے ہیں۔ اور اس ڈر کے نتیجہ میں وہ اس عہد کو بھول جاتے اور توڑنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں جو انہوں نے اپنے رب سے باندھا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ میں فرماتا ہے :-

اَوْفُوْا بِعَھْدِیْٓ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ وَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ۔

جو عہد تم نے مجھ سے باندھا ہے وفا کے ساتھ پورا کرو اور میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ اس عہد کو وفا کے ساتھ پورا کرنے پر جو میں نے تمہیں بشارتیں دی ہیں میں اپنے اس عہد کو پورا کروں گا۔ اور وہ تمام بشارتیں تمہیں عملاً حاصل ہو جائیں گی جن کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اور اگر اس عہد کو صدق و وفا سے پورا کرنے کے راستہ میں شیطان تمہیں ڈرانے کی کوشش کرے تو تمہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان سے نہ ڈرنا کیونکہ میں ہی ایک وہ ذات ہوں جس سے حقیقی خوف کھانا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ایک دوسری جگہ فرماتا ہے :-

اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَہٗ۔

یہ شیطان ہے جو اس سے تعلق قائم کرتے ہیں وہ ان کو ڈراتا ہے۔ اور ان کے ذہنوں میں ان کی جہالت کے نتیجہ میں ایک ایسا خوف پیدا کرتا ہے کہ جو خوف اللہ تعالیٰ سے کرنا چاہیئے۔ وہ اپنے رب کو بھول جاتے ہیں اور اپنے عہد کو وفا نہیں کرتے۔

دوسری اصولی بات

یا وہ راہ جو شیطان بندے کو خدا سے دُور لے جانے اور اس کے عہد کو تڑوانے کے لئے اختیار کرتا ہے وہ یہ ہے کہ اس دُنیا کی وہ لالچ دیتا ہے۔ ایک یہ کہ دُنیا سے خوف دِلاتا ہے برادری کا خوف ہے۔ ماحول کا خوف ہے۔ اکثریت کا خوف ہے۔ بعض دفعہ حکومتوں کے خوف آجاتے ہیں جب حکومتیں ظالم ہوں۔ ہزار قسم کے وہ خوف دل میں پیدا کرتا ہے۔ ان خوفوں کے پیدا کرنے کے نتیجہ میں وہ یہ چاہتا ہے کہ اللہ کا خوف دِل سے نکل جائے حالانکہ اگر کسی کا خوف انسان کے دِل میں پیدا ہونا چاہیئے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

سورۃ نساء میں اللہ تعالیٰ نے دوسری بات کے متعلق فرمایا ہے

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۔

اور یہ وعدے جو ہیں یہ اس رنگ میں کرتا ہے کہ جو ان کی بداعمالیاں ہیں انہیں ان کی نگاہ میں خوبصورت کر دیتا ہے۔

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ ۔

یہ اعمال انتہائی طور پر بدصورت اور کریہہ ہوتے ہیں اور کوئی حقیقی حُسن جو اللہ کے حُسن کا پرتو لئے ہوئے ہو اُن اعمال میں نہیں ہوتا۔ کوئی نُور جو اللہ کے نُور سے حصہ لئے ہو اُن کے اعمال میں نہیں ہوتا۔ کوئی

اِحسان کا پہلو

جو خدا کو محبوب ہو وہ اُن کے اعمال میں نہیں ہوتا لیکن شیطان اُن کو ورغلاتا ہے۔ اور ایسے بد اعمال کو ان لوگوں کے لئے خوبصورت کر کے دکھلا دیتا ہے۔ یہ دو مصیبتیں ہیں جو انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ ایک غیر اللہ سے خوف اور دوسرے غیر اللہ سے حقیقی مسرتوں کے حصُول کی تمنّا۔

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بڑی وضاحت سے ہمیں یہ بتایا ہے کہ اگر کسی کا خوف اِنسان کے دِل میں پَیدا ہونا چاہیئے تو وہ صرف اللہ کی ذات ہے۔ یعنی یہ خوف کہ اگر اللہ ناراض ہوگیا تو ہم ہلاک ہوئے۔ اور اگر کسی پر بھروسہ انسان کو رکھنا چاہیئے تو وہ خدا کی ذات ہے وہی ذات کہ جس کے غضب کا ایک لمحہ انسان کو تباہ کر کے رکھ دیتا ہے۔ وہی ذات کہ جس کے حُسن کا ایک جلوہ دُنیا و مافیہا سے انسان کو بے نیاز کر دیتا ہے۔ اسلئے شیطان کے اِن ہتھکنڈوں میں نہ آنا۔ اللہ فرماتا ہے کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا بیشک وہ چاہے وہ تمہیں ڈرائے، جس قدر چاہے وہ تمہیں اُمیدیں دلادے، تم ثباتِ قدم کے ساتھ اپنے اس عہد پر قائم رہنا اور علیٰ وجہ البصیرت اس

حقیقت کو پہچاننا کہ جب اللہ تعالیٰ

رحمت کے دروازے

کسی کے لئے کھولنا چاہے تو شیطان اور اس کی ساری طاقتیں انسان کو اس رحمت سے محرُوم نہیں کر سکتیں۔ اور اس حقیقت پر بھی قائم رہنا کہ اگر اللہ تعالیٰ سُوء کا۔ دُکھ کا۔ عذاب کا۔ بے چینی کا۔ پریشانیوں کا کسی بندے کے لئے فیصلہ کرے تو شیطان جتنی مرضی ہے وعدے کرتا چلا جائے۔ اِن وعدوں سے کوئی اچھا نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ کیونکہ حکم وہی جاری و ساری ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ایسا سامان تو کیا ہے کہ اس دُنیا میں خدا کو چھوڑ کر بھی کچھ دنیوی لذّات حاصل ہو جاتیں لیکن اُس دُنیا میں پھر ہر قسم کی لذّت اور خوشحالی اور مسرّت سے انسان محروم ہو جاتا ہے اور یہ عارضی دُنیا اور اس کی عارضی لذّات کوئی قیمت ہی نہیں رکھتیں اس لئے ثمن قلیل کی خاطر ابدی مسرّتوں کو قربان نہ کر دینا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۔

وہ لوگ جو اپنے اس عہد کو توڑ دیتے ہیں جو انہوں نے اللہ سے باندھا اور اس کے بدلہ میں دُنیا کی ایسی حقیر نعمتوں کو ایسی حقیر چیزوں کو حاصل کرتے ہیں کہ اُخروی نعماء کے مقابلہ میں ان کی کوئی قیمت ہی نہیں۔ انہیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بڑا مہنگا سودا ہے۔ دُنیا کی چند جھوٹی مسرّتوں والی گھڑیاں اِس زندگی میں شاید وہ گذار لیں۔ ایک مصنوعی آرام۔ ایک بے وفا لذت اور ایک بے حقیقت مسرّت۔ لیکن پھر ایسے لوگوں کو

اُخروی زندگی کی نعماء

میں سے کوئی حصّہ نہیں ملے گا۔

لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

اس لئے سچّا سَودا کرنے والا وہی ہے جو اپنے ربّ سے سودا کرتا اور اپنے عہد کو آخری دم تک نبھاتا ہے نفع مند تجارت اسی کی ہے جو ثمن قلیل کو چھوڑتا اور اس سرمایہ کو اور اس نفع کو حاصل کرتا ہے جو سرمایہ کبھی ختم نہ ہوگا جو نفع ابدی طور پر اسے حاصل ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب میں جس کی تفسیر بہت سی دُوسری آیات میں پائی جاتی ہے جن میں سے بعض کا ذکر مَیں نے اس مضمون میں بیان کیا ہے، یہ فرمایا کہ اللہ کا حکم رحمت کے دروازے کھلنے کے متعلق اس شخص کے لئے ہوتا ہے جو اس عہد پر مضبوطی سے قائم رہے جو عہد اللہ تعالیٰ نے اس سے لیا۔ جو

عہدِ بیعت

اُس نے خدا اور اس کے رسُول اور اس کے خلفاء سے کیا۔ ایک تو وہ ہیں کہ جن کا انجام بخیر ہُوا کہ آخری سانس تک وہ اس عہد پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے اور ایک وہ ہیں جن کے ثباتِ قدم میں کہیں تزلزل واقع نہیں ہوتا۔ کبھی اُن کو خیال ہی نہیں آتا کہ دُنیا کے کسی لالچ یا دُنیا کے کسی خوف کی وجہ سے اپنے ربّ سے اپنا تعلق قطع کرلیں گے۔ اور اس عہد کو وہ توڑ دیں گے۔

یہ وہ اپنے عہد پر اس مضبوطی کے ساتھ قائم ہوتے ہیں اور اپنے ربّ کے لئے ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور حقیقی مسرّت ان خوشیوں سے حاصل کرتے ہیں جو اُن کے ربّ کی طرف سے اُن کو ملیں۔ اور وہ جانتے ہیں کہ جو مسرّتیں شیطان اور شیطان کے منبع سے حاصل ہوتی ہیں وہ بے حقیقت ہیں۔ جو ابدی سرور سے محروم کر دینے والی ہیں۔ تو یہ وہ لوگ ہیں

صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۔

اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا سلوک کرے گا جیسا کہ اس کی اگلی آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ غفور رحیم ہے۔

ضمناً یہاں منافقوں کا بھی ذکر ہے۔ منافق زبان سے تو عہد پر قائم ہوتا ہے۔ ظاہر یہ کرتا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد باندھا تھا وہ اُس پر قائم ہے۔ اور شیطان کی آواز کو سُن کر وہ قبول نہیں کرتا لیکن اس کا دِل اس کی زبان کے خلاف گواہی دے رہا ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر اُن کو کسی باطنی خُوبی کی وجہ سے خدا نے یہ چاہا کہ انہیں اس کی ابدی رحمتوں سے محرُوم نہ کیا جائے تو اُن کے لئے توبہ کا سامان پیدا کر دیا جائے گا۔ اور اگر اس میں کوئی ایسی خُوبی نہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہی فیصلہ کیا کہ اس کو سُوء اور دُکھ اور عذاب اور جہنم دی جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دے گا۔ چونکہ

منافق کی حالت

چھپی ہوئی ہوتی ہے جہاں اس کی بعض کمزوریاں ظاہر ہوتی ہیں وہاں بہت سی کمزوریوں کو وہ چھپاتا بھی ہے۔ یہ نفاق کا ایک حصّہ ہے۔ ایسا شخص اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالتا ہے۔ سُوءِ عمل کے مقابلہ میں ریاء کا پہلو زیادہ ہوتا ہے۔ جہاں بھی ریاء ممکن ہو۔ مثلاً یہ جنگ میں نہیں جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں میدانِ جنگ میں جانے سے منافق گھبراتے تھے لیکن ان میں سے بعض ایسے تھے جو نمازوں میں بڑے خشوع اور خضوع کا اظہار کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ دلوں کو جانتا ہے۔ ظاہری شکل تو اُسے پیاری نہیں۔ جو شخص اپنے دِل میں اپنے ربّ کی محبت نہیں رکھتا۔ جو شخص اس عہد پر ثباتِ قدم نہیں رکھتا، جو اس نے اپنے اللہ سے باندھا ہے۔ اگر اس کے اندر کوئی خوبی ہوئی اور خدا نے اپنی رحمت کے جلوے اُسے دکھانے ہوئے تو اُسے

توبہ کی توفیق

عطا کر دے گا ایسے سامان پیدا ہو جائیں گے کہ اس کا دل بدل جائے۔ اس کی ظلمت دُور ہو جائے۔ ظلمت کی بجائے نُور آجائے۔ سر سے پاؤں تک اللہ کے نُور سے وہ منوّر ہو جائے اور وہ جو مالی قُربانی دینے سے گھبراتا تھا وہ اپنے سارے اموال کو خدا کی راہ میں قُربان کر دینے کے لئے تیار ہو جائے۔ وہ جو خدا کی راہ میں دکھوں کی برداشت نہیں رکھتا تھا، ایک کانٹا بھی چبھ جائے تو واویلا کرنا شروع کر دیتا تھا اپنی جان دینے کے لئے تیار ہو جائے۔ وہ جو خُدا کی راہ میں اپنی بیوی اور بچّوں کی خاطر کمزوریاں دکھلانے والا تھا اس کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہو جائے کہ میری بیوی اور بچے خدا پر اور اس کے رسُول پر اور اس کے سلسلہ پر قُربان ہو جائیں۔ اگر یہ تبدیلی پیدا ہو جائے اگر اس کے حقیقی توبہ کے سامان ہو جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے اس کے لئے کھول دیگا۔ لیکن اگر ایسا نہ ہُوا تو پھر ایسے منافق کو ظاہری دعوے کے باوجود جہنم میں جانا پڑے گا۔ کیونکہ انسان کے زبانی وعدے کچھ بھی کام نہیں آتے۔ تقویٰ کی رُوح اور صلاحیت والے اعمال اور استقامت رکھنے والا دِل اور ایثار پیشہ نفس جو ہے وہ خدا تعالیٰ کو پیارا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں انسان پر رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میرے اس بندے نے مجھ سے

ایک عہد باندھا

مَیں نے اُسے ہر طرح آزمایا مَیں نے شیطان کو کہا کہ اس کو جسمانی تکلیف دو۔ شیطان نے اس کو جسمانی تکالیف پہنچائیں تو میرے بندے نے کہا کہ مَیں ان تکالیف کی کیا پرواہ کرتا ہوں۔ اگر ان تکالیف کو اُٹھا کر میرا ربّ مجھ سے راضی ہو جائے۔ مَیں نے شیطان کو کہا کہ اس کو مالی ابتلاء میں ڈال دے میرے بندے نے کہا کہ کچھ مال کیا اگر سارا مال بھی قُربان ہو جائے تو مَیں اپنے ربّ کے دامن کو چھوڑونگا نہیں۔ ہر قسم کا حیلہ اور حربہ جو شیطان نے میری اجازت سے (کیونکہ قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اجازت دی ہوئی ہے) اس بندے کے خلاف استعمال کیا اور شیطان نے دیکھا اور مَیں نے پایا کہ میرا وہ بندہ مجھ سے سچا اور

حقیقی اور پختہ تعلّق

رکھتا ہے تب مَیں ایسے شخص پر اپنی رحمت کے دروازے کھولتا ہُوں۔

خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کا دل خدا تعالیٰ کو ایسا ہی پیارا ہو جیسا کہ وہ دِل اُسے پیارے ہیں جن کا ذکر خدا تعالیٰ نے سورۃ احزاب کی اِن آیات میں کیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اہم دینی مصروفیات

انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں۔ اشاعتِ قرآن کریم کا عزم۔ ہر احمدی فرد کی ذمہ داری

ایبٹ آباد۔ یکم وفا ۱۳۵۱ ہش (یکم جولائی ۱۹۷۲ء) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ۔ اب تو یہاں ہر دوسرے تیسرے بلکہ بعض دفعہ تو روزانہ ہی بارش ہو جانے سے موسم میں خوشگوار تبدیلی آ جاتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے موسم سازگار رہے۔ حضور انور کی طبیعت پر گرمی کی وجہ سے ضعف کا جو اثر ہے وہ جلد زائل ہو جائے۔ اور حضور کی صحت پوری طرح بحال ہو جائے۔ اللّٰھم آمین۔

انفرادی و اجتماعی ملاقاتیں

اس ہفتے میں مقامی جماعت کے علاوہ باہر سے بھی احباب اپنے پیارے امام ہمام ایدہ اللہ الودود کی ملاقات کے لئے تشریف لاتے رہے۔ ان میں بعض غیر از جماعت دوست بھی شامل تھے۔ حضور نے انہیں ازراہِ شفقت انفرادی اور اجتماعی طور پر بھی ملاقات کا موقع عطا فرمایا۔

اشاعتِ قرآن کا عزم

اجتماعی ملاقاتوں میں بھی حضور کا روئے سخن بالعموم قرآن کریم اور اس کے تراجم کی عالمگیر اشاعت کی طرف رہتا ہے۔ حضور کی یہ دلی خواہش بلکہ شدید تڑپ ہے کہ دنیا کے کونے کونے، گاؤں گاؤں اور گھر گھر میں قرآن کریم پہنچا دیا جائے چنانچہ ایک موقع پر حضور نے فرمایا ہم نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ اگلے پانچ سال میں دس لاکھ کی تعداد میں قرآن مجید باترجمہ شائع کیا جائے۔ اور دنیا کے ہر بڑے ہوٹل کے ہر کمرے میں اور ہر اس آدمی کے ہاتھ میں پہنچا دیا جائے جو اسے بطیبِ خاطر لینا اور پڑھنا چاہتا ہو۔

گزشتہ چند مہینوں میں حمائل اور پاکٹ سائز میں قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ نیز قاعدہ یسرنا القرآن کی طرز پر سادہ قرآن کریم کی وسیع پیمانے پر طباعت اور اشاعت کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا اس وقت تک قرآن کریم کے یہ مختلف نسخے ۴۴ ہزار کی تعداد میں کچھ تو بیرونی ملکوں میں بھجوائے اور کچھ اندرونِ ملک فروخت یا تقسیم کئے جا چکے ہیں۔

فرمایا ایک لاکھ کاپی اصل لاگت پر امریکہ میں بھجوائی جائے گی جس کی آمد افریقہ میں خرچ ہو گی۔ اس سے اسلام کو فروغ ملے گا۔ فرمایا۔ یہ قرآن کریم اصل لاگت یعنی چھ روپے پر فروخت ہو رہے ہیں۔ قرآن کریم جیسی عظیم کتاب اور نئی زمانہ اس قسم کی عمدہ طباعت کے مقابلے میں یہ کوئی قیمت نہیں ہے اس لئے کسی غیر از جماعت دوست کو حتی الوسع قرآن کریم مفت نہیں دینا چاہیئے۔ اگر بعض لوگ مثلاً سینما دیکھنے کے لئے ایک ایک وقت میں ۴۰-۵۰ روپے خرچ کر سکتے ہیں تو ساری عمر اپنے گھر کو قرآنِ عظیم کی برکتوں سے معمور رکھنے کے لئے کچھ روپے کیوں نہیں خرچ کر سکتے۔

ہر احمدی فرد کی ذمہ داری

حضور نے فرمایا ہر احمدی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن کریم کی اس ہمہ گیر اشاعت میں بھرپور حصہ لے تا کہ جہاں دنیا کا ہر گھر اس کی برکتوں سے معمور ہو جائے وہاں دنیا پر یہ بھی ثابت ہو جائے کہ احمدیوں کا قرآن وہی قرآن ہے جو چودہ سو سال پہلے اپنی تمام برکتوں اور عظمتوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔

خطبہ جمعہ

۳۰ ر احسان ۱۳۵۱ ہش کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازِ جمعہ اپنی رہائش گاہ پر پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے سورۂ زمر کی بعض آیات خصوصاً

اللّٰہ نزّل احسن الحدیث کتٰبًا
متشابہًا مثانی تقشعرّ منہ
جلود الذین یخشون ربّھم
ثمّ تلین جلودھم وقلوبھم
الٰی ذکر اللّٰہ

کی روشنی میں قرآنِ عظیم جو سراپا رحمت اور برکت ہے اس سے اثر قبول کرنے کے لئے اپنے اندر خشیت اللہ اور محبت ذاتیہ الٰہیہ پیدا کرنے کی ضرورت کو تفصیل سے بیان فرمایا! جولائی کے وسط میں ربوہ میں منعقد ہونے والی فضلِ عمر تعلیم القرآن کلاس کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

گزشتہ سال کے اعلان کے مطابق اس دفعہ چار ہفتوں میں سے پہلا ہفتہ ہر ضلع کی جماعت یہ کلاس لے گی اور پھر اسی نوجوان کو مرکز میں بھجوائے گی جس نے پہلے ہفتہ کا کورس مکمل کر لیا ہو گا۔

آپ نے ہر احمدی کو عموماً اور اس کلاس میں شامل ہونے والوں کو خصوصاً مخاطب کرتے ہوئے فرمایا قرآن کریم تمام برکتوں اور رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ اس کے فیوض سے بہرہ ور ہونے کے لئے ایک تو اس سے ذاتی لگاؤ پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور دوسرے اپنے اندر بنیادی طور پر خشیت اللہ اور محبتِ الٰہیہ کا پیدا کرنا بھی ضروری ہے۔

فرمایا۔ یہ خشیت اور محبتِ الٰہی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کے علم و عرفان پر منحصر اور اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی تذلل اور فروتنی کی متقاضی ہے۔ جب تک انسان کو اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس نہ ہو اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کے تصور سے انسان کے رونگٹے کھڑے نہ ہو جائیں۔ انسان کا سر اللہ تعالیٰ کے حضور سراپا انکسار بن کر جھک نہ جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت اور حقیقی فرمانبرداری کا جوا اپنی گردن میں پہن نہ لے اس وقت تک قرآن کریم کی تعلیم کا کوئی اثر اس پر مترتب نہیں ہوتا

حضور نے فرمایا ہر چیز کی ایک ابتدار اور انتہا ہوتی ہے جس کا درمیانی فاصلہ طے کرنے کے لئے ایک مسلسل حرکت درکار ہے فرمایا۔ ہمارے سب دوست اور خصوصاً وہ بچے جو اس دفعہ تعلیم القرآن کلاس میں شامل ہونے والے ہیں اور اپنی عمر اور تربیت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے حصول کی ابتدا کر چکے ہیں ان کی حرکت میں کمی واقع نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ ان کو خشیت اللہ اور محبتِ الٰہی میں ترقی کرتے چلے جانا چاہیئے۔ تا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کا زیادہ سے زیادہ پیار حاصل ہو۔ ان کے وجود میں خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے جلوے ظاہر ہوں اور خدا تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو کر انہیں ابدی حیات نصیب ہو جائے۔

حضور کا یہ ایمان افروز خطبہ قریباً نصف گھنٹے تک جاری رہا۔ حضور کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے ایبٹ آباد اور اس کے مضافات کے علاوہ مانسہرہ، راولپنڈی، لائلپور، لاہور گوجرانوالہ اور پشاور کے کئی دوست بھی تشریف لائے تھے۔

مجلسِ علم و عرفان

حضور نے نماز کے بعد احباب کو شرفِ ملاقات بخشا اور پھر خاصی دیر تک اُن سے گفتگو بھی کرتے رہے۔ اثنائے گفتگو میں حضور نے فرمایا مخالفین کی گالیوں پر نہ ہار ماننے کا سوال ہے اور نہ متاثر ہونے کا کوئی اندیشہ۔ وہ اپنا کام کیئے جاتے ہیں اور ہم اپنا کام یعنی تبلیغِ اسلام کئے جا رہے ہیں۔ ایک دوست سے دھان اور مکئی میں سے کسی ایک کی کاشت کو ترجیح دینے کے متعلق فرمایا ہر کام کو سوچ کر کرنا چاہیئے قرآن کریم اس نصیحت سے بھرا پڑا ہے کہ ہر کام میں عقل سے کام لو۔ اگر اس علاقے میں دھان کی بجائے مکئی کی پیداوار زیادہ ہے تو اسی کی کاشت پر زیادہ توجہ دینی چاہیئے

احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اب احمدیت کے ذریعہ اسلام نے غالب ہو کر رہنا ہے مگر اس کے لئے احباب جماعت کو

اُولی الایدی والابصار

یعنی فعال اور دور اندیش بننا پڑے گا۔ اگر سارے احمدی اس روح کے ساتھ کام کریں تو ہم دنیا میں اسلام کے حق میں ایک حیرت انگیز انقلاب بپا کر سکتے ہیں۔

فرمایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے انبیاء علیہم السلام اور ان کی شریعتیں ذکرًا لقومھم و زمانھم کی مصداق تھیں مگر یہ شرف صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوا ہے کہ آپ کی شریعت یعنی قرآن کریم ذکر للعالمین (یوسف ۱۰۵) ہے۔ قرآن کریم تمام جہانوں کے لئے قیامت تک شرف اور ہدایت کا موجب ہے۔ پس قرآن کریم کے اس شرف اور اسلام کی اس خصوصیت کا یہ ایک اہم تقاضا ہے کہ دنیا میں اس کی تبلیغ و اشاعت میں ہم کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں ؏

درخواستہائے دُعا

۱۔ خاکسار کے بڑے بھائی سید برہان الدین صاحب امریکہ سے واپس ہندوستان آ رہے ہیں احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں خیر و عافیت سے پہنچائے

خاکسار سید فرید الدین احمد سونگڑہ (اڑیسہ)

۲۔ مکرم سید محمد عبد الباقی صاحب ایم اے صدر جماعت احمدیہ برہ پورہ بہار خونی پیچش کے عارضہ سے علیل ہیں ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائی جائے

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

قسط دوم

موازنۂ انجیل و قرآن کریم

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

سلسلہ کے لئے ملاحظہ فرمائیے بدر ۱۱ ؍ ۲۵

اسلام اللہ تعالیٰ کے متعلق خالص توحید کی تعلیم دیتا ہے اور اس کی ذات کے متعلق اعلیٰ صفات بتا کر اس کا اعلیٰ تصور پیش کرتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں موجودہ مسیحیت خدا کو باپ، مسیح کو اس کا اکلوتا حقیقی بیٹا قرار دے کر روح القدس کو ان کے ساتھ ملا کر تین خدا قرار دیتی ہے اور پھر اپنی دلی خفت مٹانے کے لئے کبھی تو پادری صاحبان یہ کہہ دیتے ہیں کہ وہ تین ایک ہیں اور کبھی یہ کہ خدا تو ایک ہی ہے۔ البتہ اس کے نام تین ہیں اور پادری صاحبان خدا کو باپ قرار دے کر اس کے متعلق اس ورائی کا انجیلی تصور کو اعلیٰ ثابت کرنے کے لئے بعض سطحی قسم کے دلائل دیا کرتے ہیں۔

چنانچہ جناب پادری برکت اللہ صاحب ایم اے نے اپنے کتابچہ "الوہیت خدا اور ابنیت مسیح" میں اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ ربّ کے قرآنی تصور کو لفظ اب - ابّا اور باپ کے انجیلی تصور سے ادنیٰ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے

الوہیت کا مفہوم و قدوسیت

وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح نے خدا تعالیٰ کی دیگر صفات کو قائم رکھتے ہوئے الٰہی الوہیت کو تمام صفات کا مرکز اور سرچشمہ اور ایک محبت کرنے والی ہستی قرار دے کر دنیا کو نیا علم دیا ہے۔ انہوں نے ہر انسان کو خدا کا فرزند ہونے کا درجہ عطا کر کے اس تعلق کو قلبی اور اس رفاقت کو کامل پریم اور پیار و محبت سے پُر بنایا ہے۔

وہ لکھتے ہیں کہ یہ چیز انسان کے اندر سے خوف و ہیبت و دہشت کو نکال دیتی ہے اور اس کی محبت کے جلالی رعب اور پاکیزہ احترام کے جذبات پیدا کر دیتی ہے اور خدا تعالیٰ کے قریب سے قریب ہونے کی ہمت و جرأت و شوق دلاتی ہے۔ الوہیت الٰہی سے مراد ابدی محبت ہے جس سے ہر بدکار نئی پیدائش حاصل کر کے پاک بن سکتا ہے۔ الوہیت کے ساتھ قدوسیت لازم ہے۔

اب و ابن کا مفہوم و تصور

وہ لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی اس آیت کی رو سے کہ فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم خدا کو باپ کہہ کر پکار سکتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ الخلق عیال اللہ۔ مگر خدا جسمانی معنوں میں کسی کا باپ نہیں۔ قرآن بھی کہتا ہے لیس کمثلہ شیئ"

(کتابچہ مذکور ص۲۱)

یعنی مسیح کی ابنیت سے مراد جسمانی ابنیت نہیں بلکہ اخلاقی و روحانی ابنیت و زندگی مراد ہے۔ مدعا یہ ہے کہ خدا مسیح کا اخلاقی و روحانی باپ ہے نہ کہ جسمانی۔ الوہیت الٰہی اسم ذات ہے اور تمام صفات الٰہی کا انحصار اس کی محبت پر ہے یہ فرزندانہ تعلق ہے جس کے ساتھ خدا کی پدرانہ محبت شامل ہے۔ خدا کی الوہیت اس کی صفات کے مجموعہ کا نام نہیں بلکہ اس محبت کا نام ہے جو وہ بندوں سے کرتا ہے۔ وہ ان کے ساتھ عدل و انتقام سے کام نہیں لیتا کیونکہ خدا ذوالانتقام نہیں نہ وہ کوئی جبار قہار ہستی ہے۔ الٰہی الوہیت و محبت ہر طرح کے ایثار کو کام میں لاتی ہے۔ محبت و ایثار ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں۔ مگر یہ بائیبل کے سراسر خلاف ہے۔ بائبل یہود پر خدا تعالیٰ کے غضب و سزاؤں کے ذکر سے بھری پڑی ہے۔ جگہ جگہ انتقام و بدلہ لینے کا ذکر موجود ہے۔ مکاشفہ میں ایک بے نظیر تخیل کے ذریعہ سے آئندہ خطرناک انتقام لینے کا ذکر ملاحظہ ہو۔ مسیح کے مکاشفہ میں موجودہ زمانہ کے بارے میں جس قدر جنگوں و عذابوں کی خطرناک تفصیل دی گئی ہے وہ غالباً کہیں نہیں۔ اس کا ذکر آگے آئے گا

بہر حال اس کے بعد وہ اس کی دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خدا کے تصور میں کم از کم وہ صفت ضرور موجود ہونی چاہئے جو ہم کو انسانی تعلقات میں بہترین اور پاکیزہ ترین نظر آتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ صفت خدا کے تصور میں موجود نہ ہو تو مخلوق انسان اپنے خالق سے بہتر ہوگا۔ الٰہی الوہیت کا تصور کسی حال میں بھی انسانی ابوت کے تصور سے کم نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ اس کا مفہوم اس قدر بلند و بالا ہونا لازمی ہے جتنا خدا انسان سے بلند و بالا ہے (صفحہ ۶۱-۶۲)

پھر لکھتے ہیں کہ انسانی تعلقات میں بہترین شئے محبت ہے خدا کی ذات میں بھی محبت کا پاکیزہ ترین شکل میں ہونا ضروری ہے۔ اور دنیوی باپ کی محبت نہ صرف بیٹے کی جسمانی پیدائش، جسمانی و دماغی پرورش اور اخلاقی و روحانی و علمی تربیت اور تمام حاجتوں کو پورا کرنے سے قربانی و ایثار کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر اس وقت ظاہر ہوتی ہے جبکہ وہ جوان ہو کر گمراہ ہو جائے۔ اور بھٹک کر اس سے الگ ہو جائے۔ اور پھر تائب ہو کر اس سے دوبارہ رفاقت کرلے۔

پادری صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ جب ہم بڑے ہو کر اپنے بچوں کی خاطر ہر قسم کا ایثار کرتے ہیں اور پھر تلاش گمشدہ بیٹے تو کیا الوہیت الٰہی اس بات کا تقاضا نہیں کرتی کہ کھوئے ہوئے انسان کو ڈھونڈے اور تلاش کرے اور اسے شیطان کے پنجہ سے رہائی دے (ملخصاً صفحہ ۶۲-۶۳)

مدعا ان کا یہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام جو کہ خدا کے اکلوتے بیٹے تھے۔ محبت کی وجہ سے اپنے خدا کو اب - ابا۔ اور باپ کے لفظ سے یاد فرمایا کرتے تھے مگر اس کے برخلاف قرآن کریم نے اللہ کو اب اور ابا کی بجائے ربّ کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ اس لفظ سے وہ محبت ظاہر نہیں ہوتی جو اب - ابا - اور باپ کے لفظ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس لئے اسے ان الفاظ کے ذریعہ یاد کرنا زیادہ بہتر ہے۔ بہ نسبت اسے ربّ کے لفظ سے یاد کرنے کے۔ لہٰذا قرآنی تصور ربّ ابا کے لطیف اور پاکیزہ مفہوم کو ادا نہیں کرتا۔ اس لئے وہ سوال کرتے ہیں کیا "اسلام میں خدا کے لئے کوئی ایسا لفظ موجود ہے جو اس قسم کی الوہیت اور محبت کا ہم معنی ہو کر اس کا بطرز احسن اظہار کر سکے ہرگز نہیں" (ص۶۴) یعنی چونکہ قرآن کریم میں اس کے لئے اب کا لفظ نہیں آیا بلکہ اس کی بجائے گھٹیا لفظ ربّ رکھا گیا ہے اور رب کے مفہوم میں محبت و ایثار اور تلاش گنہگار شامل نہیں لہٰذا قرآن کا تصور رب انجیل کے تصور اب - ابا و باپ سے کمتر ہے۔ اور انجیل کا تصور قرآن کے تصور سے برتر و اعلیٰ ہے۔

وہ سوال کرتے ہیں کہ کیا قرآنی تصور خدا میں محبت اور ایثار اور تلاش گنہگار موجود ہیں اور اگر نہیں (اور یقیناً اس سوال کا جواب صرف نفی میں ہی ہو سکتا ہے) تو کیا اب کا انجیلی تصور رب کے قرآنی تصور سے بہتر اور برتر نہیں؟

(الوہیت خدا اور ابنیت مسیح ص۶۶)

ہم نے کوشش کی ہے کہ پادری صاحب موصوف کا پورا پورا مدعا قارئین کرام کے سامنے لے آویں۔

اب جواباً عرض ہے کہ ہم پادری صاحب کی پہلی بات کے ساتھ پورے طور پر متفق ہیں کہ خدا تعالیٰ کے اندر ہر صفت انسان کی اس صفت سے بڑھ کر ہونی ضروری ہے مگر پادری حضرات اپنی اس دلیل اور برہان کو کفارہ کے مسئلہ میں بھول جاتے ہیں۔ وہاں ان کو یہ بات یاد نہیں رہا کرتی۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انسانوں کو ان کے گناہوں کی سزا دینے پر مجبور ہے۔ وہ ان کو ان کے گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ حالانکہ وہ دیکھتے ہیں کہ گناہ معاف کرنے کی صفت انسان کے اندر موجود ہے۔ ایک انسان دوسرے انسان کو اس کا قصور معاف کر دیتا ہے اور سزا دینا یا انتقام لینا ضروری نہیں سمجھتا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ پادری حضرات کے نزدیک خدا تعالیٰ انسان والی اس اچھی اور قابل تعریف صفت سے محروم ہے۔ اگر خدا انسان کے گناہ معاف نہیں کر سکتا اور انسان دوسرے انسان کے گناہ معاف کر دیتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ ایسا اچھا کام کرنے والے انسان سے کمتر نہیں رہتا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ پادری صاحبان یہاں ذرا بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اور اسی بات پر مُصر رہتے ہیں کہ گو انسان دوسروں کے گناہ معاف کر سکتا ہے اور کر دیتا ہے مگر خدا انسان کے گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ ہم پادری صاحبان سے یہ پوچھنے کا بجا حق رکھتے ہیں کہ اگر خدا ایسا ہی ضدی ہے تو اس کے اکلوتے بیٹے مسیح نے کیسے یہ تعلیم دے دی کہ:-

"اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے
تو تمہارا آسمانی باپ بھی تم کو معاف
کرے گا۔ اور اگر تم آدمیوں کے
قصور معاف نہ کرو گے تو تمہارا باپ
بھی تمہارے قصور معاف نہ کرے گا"

(متی ۶؍۱۴)

ضمناً اس کے ساتھ یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح نے فرمایا ہے کہ:-

"مجھے لوگوں کے گناہ معاف کرنے
کا اختیار دیا گیا ہے"

جب خدا تعالیٰ نے خود اسے معافی کا اختیار دے دیا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ خود بھی گناہ معاف کرنے والا ہے نہ کہ ضدی اور سزا پر اصرار کرنے والا۔ دوم جب مسیح کو ایسا اختیار مل چکا تھا تو اس نے کیوں رب کے گناہ معاف نہ کر دیئے اور کفارہ کا بکھیڑا کھڑا کر کیوں اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا۔ اور پھر جان جوکھوں میں ڈال کر اور اسے گنوا کر بھی دنیا کو نہ تو اس لعنتی کفارہ سے نجات ملی نہ گناہوں سے چھٹکارا حاصل ہوا۔ کفارہ کو ہم نے لعنتی اس لئے کہا ہے کہ اسی کی وجہ سے تورات اور پولوس صلیبی موت کی وجہ سے حضرت مسیح کو مدلل طور پر لعنتی و ناپاک قرار دیتے ہیں (تورات باب ۲۱ ... و گلتیوں ۳؍۱۳) (باقی)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو پاک کرتی ہے

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۷۲ء

آخری قسط

آج کے زمانہ میں مذاہب کی ضرورت

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بمبئی

مذہب کے فوائد

میں اس امر کو بیان کر چکا ہوں کہ انسان کو شروع سے ہی مذہب کی ضرورت تھی۔ اور یہ ضرورت قائم رہے گی جب تک انسانیت دنیا میں باقی ہے۔ کیونکہ مذہبی تعلیم انسان کی اخلاقی و روحانی اصلاح و ترقی کا باعث ہے۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں اس کی صحیح رہنمائی کرتی ہے۔ کیونکہ انسان کے لئے وہ خالقِ فطرت کا مقرر کردہ لائحہ عمل ہے۔ اب میں احباب کے سامنے مذہب کے کچھ فوائد کو اختصار سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔

پہلا فائدہ

مذہب دل کی صفائی کرتا ہے۔ انسان کو با اخلاق اور باخدا بناتا ہے۔ دنیا میں قانون کا موجود ہونا اس امر کو بتاتا ہے کہ مذہب انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ دنیا میں اسمبلیاں پارلیمنٹ اور جرگے موجود ہیں۔ دنیا میں قانون کا وجود بتاتا ہے کہ انسان کی فطرت خاص قوانین کی محتاج ہے۔ ظاہری قانون کا انسانی دل پر کوئی اثر نہیں وہ ظاہری افعال پر حکم لگاتا ہے۔ مگر شریعت اور مذہب کی حکومت انسانی قلوب پر ہوتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ اگر مذہب دنیا میں نہ ہوتا تو آج نیکی بالکل مفقود ہوتی۔

دوسرا فائدہ

مذہب انسان کو بڑی امید اور قوت بخشتا ہے۔ مشکلات میں مایوس نہیں ہونے دیتا۔ وہ اپنے اندر خاص جاذبیت اور روحانی کشش رکھتا ہے۔ ابتلاء آزمائش ترقیات انسانی کے لئے ضروری ہے بقول مامور المسیح الموعودؑ

مستقل رہئے لازم اے بشر تجھ کو سدا
رنج و غم یاس و الم فکر و بلا کے سامنے

آزمائش سے ادنیٰ اور اعلیٰ کا امتیاز ہو جاتا ہے۔ اگر ابتلاء نہ آتے تو سب انسان یکساں رہ جاتے۔ مذہب ابتلاؤں کا سلسلہ رکھ کر اسے انعامات اور روحانی ترقیات کا وارث بناتا ہے۔ گزشتہ لوگوں کے ابتلاء و مشکلات کے واقعات آنے والے لوگوں کے حوصلہ اور ہمت کو بڑھاتے ہیں کہ گھبراؤ نہیں راہ محبت اور راہ نجات میں ایسا دور آیا ہی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ پر توکل رکھو عزم و استقلال سے کام کرو۔ بالآخر کامیابی و کامرانی تمہارے قدم چومے گی اور جب ارشاد ربانی الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب خدا کے نام پر دلوں میں استقامت آ جاتی ہے

تیسرا فائدہ

مذہب کو ماننے والا آخرت پر نظر رکھ کر دنیا کی ہر مشکل کو برداشت کر لیتا ہے کہ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ صرف مذہب ہی نیکی کا حسب نیت پورا بدلہ دلا سکتا ہے۔ مذہب ہی نیت کا ثواب و اجر پائیں گے۔ مذہب نیت اور جذبہ کی قدر کرتا ہے۔ انسانی نیتوں کو اعمال قرار دیتے ہوئے نیت کے مطابق جزاء و سزا کے اعتبار سے کسی چھوٹے سے چھوٹے عمل کے اجر سے بھی انسان کو محروم نہیں کرتا۔

چوتھا فائدہ

"لامذہب" صرف قانون اور پولیس سے ڈرتا ہے۔ مگر مذہبی آدمی ہر جلوت و خلوت میں خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ گناہوں اور بدیوں سے رکنے کے لئے اس کے لئے خشیتِ الٰہی ہی کافی ہے کہ ایک زندہ حی و قیوم اور حاضر و ناظر خدا موجود ہے جو میری ہر حرکت و سکون پر نگاہ رکھتا ہے۔ یہ ایمان اس کے اعمال کو کنٹرول کرتا ہے۔

پانچواں فائدہ

ایک مذہب والا انسان آخرت (یعنی آنے والی زندگی جب اس کے اعمال کی پوری جزاء و سزا ملے گی) کا خیال کر کے اپنے اعمال میں محتاط رہے گا۔ کہ ایک دن میرے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ مگر "لامذہب" محض دنیوی مفاد عارضی فائدہ اور حرص و لالچ کی وجہ سے عدل و انصاف نہ کرے گا اور ہر ناجائز حربہ کو کام میں لا کر اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

چھٹا فائدہ

دنیا کو ترقی کے لئے اور باہمی امن و سلامتی سے رہنے کے لئے اخوتِ عامہ کے جذبہ کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اور مذہب اخوتِ عامہ Universal Brotherhood قائم کرتا ہے۔ "الخلق عیال اللّٰہ" سب لوگ ایک خدا کی مخلوق ہیں اور آپس میں بھائی بھائی ہیں

دیکھئے جرمن والے انگلستان والوں کے قانون پر عمل کرنے کو تیار نہیں ہو سکتے۔ امریکہ والے روس کے قانون پر عمل کرنے کو تیار نہیں ہو سکتے۔ ہندوستان والے چین کے قانون پر عمل کرنے کو تیار نہیں ہو سکتے۔ مگر جب کسی شخص پر خواہ وہ کسی ملک سے تعلق رکھنے والا ہو یہ ثابت ہو جائے کہ یہ خدا کا قانون ہے، وہ اس پر عمل کرنے کو تیار ہوگا۔ اس وقت اسلام اور بہائیت دو مذہب ایسے ہیں جن سے دنیا میں اتحادِ مذہبی نظر آتا ہے۔ یعنی ہر رنگ و نسل اور ملک کے لوگ ان مذاہب سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ پس مذہب کسی ایک رنگ و نسل اور ملک و علاقہ سے مخصوص نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کرے۔ جب انسان کو اپنے خالقِ حقیقی سے ایک محبت کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو ہو نہیں سکتا کہ وہ اس کی مخلوق سے (خواہ وہ کسی رنگ و نسل والی ہو) بغض و بَیر رکھے۔ لہٰذا مذہب کے نتیجہ میں اخوتِ عامہ پیدا ہونا ضروری ہے۔

ساتواں فائدہ

مذہب انسان کی ضمیر یا ظاہری و باطنی قویٰ کی پرورش و تربیت کرتا ہے۔ نیکی و بدی کی تمیز اور مقصودِ حیات کا وجدانی احساس مذہب کے ذریعہ ہی ہوتا ہے۔

آٹھواں فائدہ

مذہب نے ہمیشہ تعمیر کی ہے۔ کیونکہ مذہب کا مقصد معاشرہ کی اصلاح کر کے اسے "صالح معاشرہ" بناتا ہے۔ مگر اس کے برعکس دہریت نے ہمیشہ تخریب کی ہے۔ کیونکہ مذہب کی بنیاد "اثبات" پر ہے اور دہریت "منفی پہلو" کا نام ہے

نواں فائدہ

مذہب حقائق الاشیاء کی تحقیق میں ممد ہے کہ جب دنیا خدا نے کسی خاص مقصد کے لئے بنائی ہے تو ضرور ہر چیز میں خواص رکھے ہوں گے۔ کیونکہ یہ نیچر [illegible] خدا کا فعل ہے۔ تو انسان غور و فکر کے "خواص الاشیاء" کی تحقیق کرے گا اور پھر اسے اقرار کرنا پڑے گا ربنا ما خلقت ھذا باطلا کہ اے خدا! تو نے دنیا کی کوئی چیز بھی رائیگاں پیدا نہیں کی۔ ہر چیز میں الگ الگ خواص و اسرار ہیں اور ہر چیز کسی مقصد اور فائدہ کے پیش نظر پیدا کی گئی ہے۔ چنانچہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے مذہب اور سائنس میں کوئی تصادم نہیں۔ کیونکہ خدا کے کلام کا نام "مذہب" ہے تو خدا کے فعل یعنی نیچر کے مطالعہ کا نام سائنس ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ کے قول و فعل میں کوئی تصادم نہیں لہٰذا مذہب و سائنس میں بھی کوئی تصادم نہیں

دسواں فائدہ

مذہب امن و ترقی کا باعث ہوتا ہے۔ اسی طرح اتحاد و اتفاق کا بھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عرب تشتت و افتراق اور اخلاقی و روحانی اعتبار سے خستہ حالی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ان میں عظیم الشان روحانی و اخلاقی انقلاب آیا اور وہ تہذیب و تمدن کے بانی بن گئے۔ اور اتحاد و اتفاق اور اخوت کی لڑی میں پروئے گئے چنانچہ ڈاکٹر "لیبان" (جو متعدد کتب کے مصنف ہیں) اسلام نے تمدن کے اعتبار سے جو حیرت انگیز انقلاب دنیا میں پیدا کیا اسے صاف الفاظ میں تسلیم کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:—

"مذہب کی عظیم الشان قوت کا سبب صرف یہ ہے کہ وہ ایک زمانہ میں قوم کے فوائد، قوم کے احساسات اور قوم کے خیالات کو متحد کر دیتا ہے۔ اس لئے وہ ان تمام عناصر کا جن سے قومی روح پیدا ہوتی ہے دفعتہً قائمقام ہو جاتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ مذہبی قوت کے استیلاء سے قوم کا مزاج مستقلاً نہیں بدل جاتا تاہم تمام قوتوں کا رخ صرف ایک مقصد کی طرف ہو جاتا ہے۔ یعنی تمام طاقتیں اس جدید مذہب کی حمایت میں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اور مذہب کی عظیم الشان طاقت کا راز اسی اصول کے اندر مضمر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی جن قوموں نے کارہائے نمایاں کئے ہیں اسی قسم کے مذہبی انقلاب کے زمانہ میں کئے ہیں، اور دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں کی تاسیس اسی دورِ انقلاب میں ہوئی ہے۔ آنحضرت صلعم کے الہامی خیالات نے اسی طریقہ سے قبائل عرب میں اتحاد پیدا کیا۔ اور ان لوگوں نے تمام قوموں کو زیر کر کے عظیم الشان سلطنت قائم کر لی۔"

(انقلاب الامم صفحہ ۲۳۲ مطبوعہ معارف پریس اعظم گڑھ)

زندہ اور کامل مذہب

اس وقت دنیا میں مختلف مذاہب پائے جاتے ہیں۔ ہر ایک مذہب میں کچھ نہ کچھ خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ ہر وہ مذہب جو مستحکم ہو گیا اس کی اصل اور جڑ یقیناً خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی۔ مگر جس مذہب میں سب سے زیادہ خوبیاں پائی جائیں گی وہ کامل ہوگا۔ اور کامل مذہب وہ ہوگا جو ان خصوصیات کا حامل ہو:—

۱۔ زندگی کے ہر شعبہ میں صحیح رہنمائی کرے

۲۔ وہ اپنے زندہ اور تازہ بتازہ نشانوں سے خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین پیدا کرا دے۔ اور اس سے تعلق پیدا کرا دے کیونکہ بغیر بصیرت و تعلق کے کسی خدا کا ماننا وہم کے درجہ سے بڑھ کر نہیں۔

۳- انسان کی فطرت اور حالت میں اس طرح تغیر پیدا کردے کہ وہ فطرت گناہ سوز ہو جائے۔ جسے دوسرے لفظوں میں نجات کہتے ہیں
۴- اس کی تعلیمات اپنے اندر عالمگیریت رکھتی ہوں۔ اور کسی خاص طبقہ و سوسائٹی، ملک، قوم اور رنگ و نسل سے تعلق نہ رکھتی ہوں۔ اس کی دعوت تمام نسلِ انسانی کے لئے ہو۔

معزز سامعین! میں اس امر کو بیان کرنے میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ ان خوبیوں کا حامل مذہب "اسلام" ہے۔ لہٰذا وہ زندہ کامل اور عالمگیر مذہب ہے۔ تبھی قرآن مجید اعلان فرماتا ہے:۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

کہ اب خدا کے نزدیک "اسلام" ہی وہ مذہب ہے جو دین کہلانے کا مستحق ہے کیونکہ اس کی تعلیمات مکمل ہیں۔ تمام نسلِ انسانی کے لئے ہیں اور اس کی تعلیمات پر عمل کرکے آج بھی انسان زندہ خدا سے تعلق قرب و محبت پیدا ہوتا ہے جو انسانی پیدائش کا مقصود و مطلوب ہے۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

(الف) "میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلیٰ اور اکمل طور پر زندہ رسول ایک ہے۔ یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس ثبوت کے لئے خدا نے مجھے مسیح کرکے بھیجا ہے۔ جس کو شک ہو وہ آرام اور آہستگی سے مجھ سے یہ اعلیٰ زندگی ثابت کرالے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو کوئی عذر بھی تھا۔ مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے دنیا زندہ ہو رہی ہے۔ نشان ظاہر ہو رہے ہیں برکات ظہور میں آرہے ہیں۔ غیب کے چشمے کھل رہے ہیں مبارک وہ جو اپنے تئیں تاریکی سے نکالے۔"
(لیکچر زندہ رسول۔ مندرجہ الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۰ء)

(ب) نیز فرمایا ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

مذہبی دنیا کے لئے ایک عظیم الشان بشارت

حضرات! آج سائنس کی حیرت انگیز ترقی کے نتیجہ میں بعض لوگ مذہب پر حملہ و تنقید کرکے اسے فرسودہ طریق کار قرار دیتے ہیں۔ بعض مذہب کو سائنس و عقل کی ترقی کے راستہ میں روک قرار دیتے ہیں۔ اہلِ مذاہب ان سائنسدانوں فلسفیوں اور دہریوں کے اعتراضات سے دلگیر و فکرمند ہیں۔ کیونکہ ان اعتراضات کے نتیجہ میں الحاد و دہریت اور مذہب سے بے رُخی روز افزوں ہے۔ مگر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے جو اسلام کے ایک فتح نصیب روحانی جرنیل کی حیثیت رکھتے ہیں مسلمانوں کو حوصلہ و اطمینان دلاتے ہوئے ایک بشارت دی ہے۔ میں وہ بشارت احباب کو سنانا چاہتا ہوں اور اسی پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کرکے بے دل نہیں ہونا چاہئے کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں۔ بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں۔ کیسے ہی نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکرِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے۔ جس علم کی رُو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علومِ مخالفہ کی جہالتیں بھی ثابت کرے گا اسلام کی سلطنتوں کو ان چڑھائیوں ۞۞

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی جماعت احمدیہ شیموگہ میں تشریف آوری پر پُرجوش استقبال

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ۸ جون ۷۲ء کی صبح کو بذریعہ ریل گاڑی مع اہل و عیال شیموگہ تشریف لائے۔ اس علاقے میں کثرت سے بارش ہوتی ہے۔ اور ان دنوں بارشیں شروع ہو چکی تھیں تاہم کثرتِ بارش کے باوجود افرادِ جماعت مرد، عورتیں اور بچے اپنے معزز مہمان کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر جمع ہو گئے تھے۔ جونہی گاڑی پلیٹ فارم پر رُکی اور حضرت صاحبزادہ صاحب ڈبے سے باہر آئے اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد کے نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ احبابِ جماعت نے محترم صاحبزادہ صاحب کا اور خواتین نے محترمہ بیگم صاحبہ اور بچوں کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور پھولوں کے ہار پہنائے۔

صاحبزادہ صاحب موصوف ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد چک منگلور کے ایک غیر احمدی دوست مکرم پی ایم عزیز احمد صاحب سے سوا گھنٹہ تک تبادلۂ خیالات فرماتے رہے۔ اسی روز بعد نماز مغرب احمدیہ مسجد میں تربیتی جلسے کا انعقاد ہوا

تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر نے کی۔ مکرم جعفر صادق صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا۔ نظم کے بعد خاکسار نے حضرت صاحبزادہ صاحب کا تعارف کروایا اور موصوف سے خطاب فرمانے کی درخواست کی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے احمدیت کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ سب سے پہلی بات جو میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں وہ اولاد کی تربیت ہے۔ ہمیں اپنی نئی نسل کی تربیت اس رنگ میں کرنی چاہیئے کہ ان کے اندر اسلام اور احمدیت کی تعلیم راسخ ہو اور وہ اسلام اور احمدیت کے سچے سپاہی ثابت ہوں۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی تحریک تعلیم القرآن پر زور دیا

آخر پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے اللہ تعالےٰ کے احسانوں کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے احمدیت کی برکت سے ہم پر بے شمار فضل کئے ہیں۔ ان فضلوں کے مقابلہ میں ہم پر کئی ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں جن کو ادا کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہمیں اپنی زندگیوں کو قرآنی تعلیم کے مطابق گزارنا چاہیئے۔ یہ خطاب ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا

خاکسار رفیق احمد
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ شیموگہ

کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی سے متعلق دو غیر مسلم احباب کی آراء

جناب سردار گوردیال صاحب آف گورداس ننگل مورخہ ۸-۶-۷۲ کے مکتوب میں لکھتے ہیں:۔
"آپ کی ارسال کردہ اور آپ کی طرف سے شائع کردہ کتابیں پڑھنے سے حقیقت کھلتی جاتی ہے اور غلط فہمیاں

اور شکوک خود بخود دور ہوتے جاتے ہیں۔ کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی میں آپ کے دفتر قادیان سے مورخہ ۶-۹-۶۹ کو خرید کرکے گیا تھا اس کو ایک بار نہیں کئی دفعہ پڑھا ہے اور اب بھی پڑھتا رہتا ہوں جب بھی پڑھتا ہوں مجھے نہ کچھ نئے سے نیا ہی حاصل کرتا ہوں جہاں تک میری عقل اور علم کام کرتے اس پایہ کی کتاب دوسرے مذاہب خاص کر سکھوں میں تو کوئی نہیں ہوگی۔ ماشاء اللہ کیا شاندار کتاب ہے حضرت مرزا صاحبؑ نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ مذاہب کی کانفرنس میں یہ مضمون سب سے بالا رہیگا۔ اور رہا بھی۔ کتاب کیا ہے ایک بحرِ بیکراں کے سچے موتیوں سے زیادہ قیمتی اور سنہری حروف میں لکھی جانے والی کتاب ہے پنجابی زبان میں ایسی ہی چیز کو اتھاہ سمندر کا نام دیا جاتا ہے۔ ہر بار پڑھنے میں کیا ہی مزا آتا ہے۔ اور دل پھر بار بار پڑھنے کو کرتا ہے"

۲- جناب سردار سندر سنگھ صاحب کسولی اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ "مہربان من گزشتہ سال میں نے آپ کی کچھ کتب سنگھ برادرز امرتسر کے ذریعہ منگوا کر مطالعہ کی ہیں ان کتابوں سے جو کتاب مجھے بہت پسند ۞۞ آئی ہے وہ اسلامی اصول کی فلاسفی ہے۔ اس کتاب کو میں دو دفعہ پڑھ چکا ہوں۔ اگر آپ کے پاس ایسی کوئی اور کتاب بھی ہو تو بھیج کر ممنون فرمادیں

۞۞ سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہی ہیں۔ اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کردے کہ کالعدم کردیوے"
(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۵۴ و ۲۵۵)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

حضرت امام مہدیؑ کا ایک عظیم کارنامہ

بد رسومات سے مخلصی

از مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے کی بات ہے۔ جبکہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کے مصداق اہل کتاب و غیر اہل کتاب، عالم و جاہل، امیر و غریب غرضیکہ ہر طبقہ عرب کا خصوصاً اور تمام دنیا کا عموماً قسما قسم کے اندھیروں میں گھرا ہوا تھا — شرک و بت پرستی کے اندھیروں میں، فسق و فجور کے اندھیروں میں، رسم و رواج کے اندھیروں میں — !

ایسے ظلماتی دور میں فاران کی چوٹیوں سے وہ نور آفتاب طلوع ہوا جس کی ہر کرن نور سے معمور تھی۔ ہاں اس رسول عربی صلعم کا وجود جو مجسم نور تھا۔ آتشی شریعت ہاتھ میں لئے عرب کی سرزمین پر جلوہ افروز ہوا۔ تاکہ ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے۔ تاکہ قسما قسم کے رسم و رواج کے ان طوق و اغلال کو دور کرے جو صدیوں سے ان کی گردنوں میں چلے آ رہے تھے چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے ایسا انقلاب رونما ہوا کہ آج تک دنیا انگشت بدنداں ہے اور اس کی نظیر لانے سے قاصر ہے۔ ظلمت کی جگہ نور نے اور جہل کی جگہ علم نے لے لی۔ قتل و غارت گری اور جھگڑا و فساد کے خوگر اخوت کا عدیم المثال نمونہ بن گئے۔ شراب کے عادی وصل الٰہی کے جام نوش کرنے لگ گئے۔ پشتوں سے چلے آ رہے رسم و رواج کے پھندے بلا تامل اتار پھینکے گئے۔ خدا اور اس کے رسول کی بتائی ہوئی شاہراہوں پر والہانہ قدم بڑھاتے ہوئے بارگاہ رب العزت سے خیر امت کا خطاب حاصل کیا۔ لیکن ہائے افسوس! فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ۔ بعد میں اسلاف کی جگہ لینے والے جو آئے انہوں نے نماز کی حقیقت کو فراموش کر دیا اور نفسانی خواہشات کے پیچھے چل پڑے۔

آج کا مسلمان خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی شاہراہ کو چھوڑ کر تنگ و تاریک گلیوں میں سرگرداں و پریشاں ہے۔ بدعات و رسوم کے شکنجوں میں بُری طرح جکڑا گیا۔ علماء جو کسی زمانے میں انبیاء بنی اسرائیل کا درجہ رکھتے تھے آج وہ بھی مشعل راہ سے تہیدست ہو کر عوام الناس کو غلط راستوں پر لئے جا رہے ہیں۔ کوئی نور نظر لخت جگر کی خواہش میں تعویذ اور گنڈوں کی خوش اعتقادی میں مبتلا ہے، تو کوئی "خواجہ بندہ نواز گیسو دراز" یا غوث اعظم دستگیر کے مزار پر نیاز کے طور پر بکرے ذبح کروا رہا ہے۔ کہیں "بسم اللہ" کی تقریب منائی جا رہی ہے۔ تو کہیں "آمین" کی تقریب پر ہزاروں روپیہ صرف کیا جا رہا ہے۔ امیروں اور نوابوں کے ٹھاٹھ کے تو کیا کہنے۔ غریب سے غریب مسلمان بھی اپنی بیٹی کی شادی کے فریضہ سے سبکدوش نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ہزاروں کا قرض سر پر نہ چڑھالے۔ کسی عزیز کی وفات پر نوحہ خوانی و ماتم کا یہ حال ہے کہ جاہل عرب بھی شرما جائے۔ پھر "قل"۔ "دسواں"۔ "بیسواں" اور "چہلم" جیسی بدعات پر جو دل کھول کر خرچ کیا جاتا ہے اور مرحوم سے محبت اور اپنی امارت کا جو نقارہ بجایا جاتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی فردوس کے دریچے سے دیکھ کر منہ پھیر لیتے ہیں لیکن "مولوی صاحب" وہاں سے اُٹھ کر نہیں جا سکتے۔ "رجب کے کنڈوں" کو نہیں کھولا جا سکتا جب تک کہ "ملّاں جی" فاتحہ خوانی نہ کر لیں۔ محرم کی دسویں تاریخ کو غریب کے گھر میں بھی کم از کم میٹھی روٹیاں اور عود و لوبان کا دھواں دیا ہوا شکر کا شربت تیار کیا جانا ضروری ہوتا ہے ورنہ ماتم کی تقریب کیسے مکمل ہو گی۔

غرضیکہ عوام الناس اور خواص الناس، ان مسلمان اور دانا و اعظ و ناصح سب ہی طرح طرح کی بدعات و بد رسوم میں مبتلا ہیں اور امت مسلمہ بزبان حال یہ کہہ رہی ہے ؎

اقربا میرے کریں قتل کا دعویٰ کس پر

لیکن سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان بدعات اور بد رسومات کے دلدل سے کون نکال سکتا ہے؟ علماء اپنا پورا زور لگا چکے اور تھک ہار کر منہیات میں خود بھی شریک ہونے لگے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ بلکہ جنہیں معالج سمجھا گیا تھا وہ بھی مریض ہو گئے چنانچہ مولانا محمد عثمان صاحب فارقلیط مدیر اعلیٰ الجمعیتہ دہلی ۱۲؍مئی کی سہ روزہ اشاعت میں پہلے صفحہ پر "ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں" کے عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں:-

"..... مسلمان جتنا گرتا جا رہا ہے اسی تناسب سے اس پر غفلت اور بے حسی طاری ہو رہی ہے۔ عقیقہ سے لے کر شادی بیاہ کی رسموں تک وہ اسی طرح خرچ کر رہا ہے کہ جس صبح اور دوپہر یا شام کا انتظار ہے ..... ہم چاہتے ہیں کہ اس بات کی ریسرچ ہو کہ اس نازک دور میں مسلمان زیادہ سے زیادہ ڈھیٹ کیوں بن گیا؟ اس نے وہ کونسی دوا کھائی ہے جس نے اثر پروف بنا دیا ہے۔ چکنے گھڑے پر بھی سو بوندوں میں سے ایک دو بوند ٹھہر جاتی ہیں مسلمانوں پر تو ایک بوند بھی نہیں ٹھہرتی۔ حالانکہ مسلمانوں کے پاس پروپیگنڈہ کرنے والی اصلاحی مشینری اس قدر برتر ہے کہ ریڈیو کی ہمہ وقتی پکار بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مسلمانوں کا دماغ آج بھی واعظوں، پیروں اور اماموں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ وعظ و ارشاد کی مسند سے وہ کام کر سکتے ہیں جو کسی مملکت کا سربراہ اپنے آرڈیننس سے بھی انجام نہیں دے سکتا۔ لیکن رنج و ملال کی بات ہے کہ جن سے اصلاح کی امید ہے وہ سرفہرست تقریبات میں سب سے پہلے شریک ہوتے اور اسراف کا جواز پیش کرتے ہیں۔"

اب تک تو عام مسلمانوں کی زبوں حالی کا ذکر تھا۔ لیجئے اب علماء کا بھی کچا چٹھا بیان کیا جانے لگا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہم احمدی موجودہ صورت حال کو سرور کائنات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے آئینہ میں ظاہر کرتے ہیں اور مولانا صاحب موصوف اپنی طرز نگارش سے حقیقت حال سے آگاہ کرتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے جہاں خیر القرون کے علماء کے متعلق عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ فرمایا ہے وہاں چودھویں صدی کے علماء کے متعلق عُلَمَاؤُهُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ بیان فرمایا ہے۔

بہرحال اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ آج کا پیر و مرید، امام و مقتدی، معالج و مریض سب ہی انحطاط کی اس کھائی میں محصور ہو گئے ہیں جس کی کھدائی انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے کی تھی۔ کچھ ایسی ہی بے بسی کی عالت میں ہر مسلمان کی پُر امید نظر کبھی آسمان کی طرف "مسیحا" کے انتظار میں اور کبھی زمین کی طرف "خونی مہدی" کی تلاش میں اٹھتی اور تشنہ کام واپس لوٹ کر اپنی ترسیب المرگی کا المناک تصور کر کے سکائیت کے آٹھ آٹھ آنسو رونے لگتی ہے۔ تاہم کچھ اپنی تسکین کے دوران بھی اس امید پر قائم تھے کہ ابھی مہدی کے ختم ہونے میں نو سال باقی ہیں شاید منتظر مسیح و مہدی کو ہماری حالت پر رحم آ جائے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا تھا لیکن ۷؍مارچ ۱۹۷۲ء کا دن جو چڑھا مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی نے اس انتظار کے قصہ کو، نہیں بلکہ اس انتظار کی حقیقت کو جس کی مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی حرف غلط کی طرح مٹانے کی غیر پسندیدہ کوشش کی اور اپنے آرگن "صدق جدید" کے صفحہ ۱ و ۲ پر شذرہ بعنوان "امام مہدی کا ظہور" لکھا کہ:-

".... لیکن امام مہدی آج تک نہ آنا تھے نہ آئے۔ بڑا انتظار کر دیا۔ یہودی حقیر ترین، مغضوب قوم ترستے بڑھتے ایک سلطنت کی مالک ہو گئی کئی کئی مسلمان ملکوں کی متحدہ فوج کو شکست ہو گئی۔ پاکستان بن کر بگڑ گیا اور امام مہدی کی آمد کی اب تک کوئی خبر نہیں — مسلمان غریب آخر کب تک شاہ نعمت اللہ ولی کے قصیدوں کا ورد کرتے رہیں۔ اور کب تک امام مہدی کے ظہور کی صبح تک جیا کریں۔ بے عملی اور خوش اعتقادی کی آخر کوئی حد بھی ہے"

مذکورہ شذرہ کے متعلق سوائے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ خدا اور اس کے رسولؐ کی باتیں انسانی قلم کے خط تنسیخ کھینچ دینے سے منسوخ ہونے لگیں تو دنیا سے امان ہی اٹھ جائے۔ استاذی المحترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری مدیر اخبار بدر ۱۸؍مئی کی اشاعت میں اس مایوس کن شذرہ پر جامع تبصرہ فرما چکے ہیں اس وقت مجھے مولانا فارقلیط صاحب کی اس دلی تڑپ کا کچھ مداوا پیش کرنا ہے جس کا انہوں نے شدت کے ساتھ اظہار کیا ہے کہ آج کا مسلمان اس قدر ڈھیٹ کیوں بن گیا ہے اور کیونکر اتنی بدعات اور بد رسوم کا شکار ہو چکا ہے لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مولانا صاحب دل کے مریض کو نیم حکیموں کے پیچھے لئے پھرتے ہیں۔ اے کاش! اس شافیٔ مطلق کی طرف سے بھیجے ہوئے حکیم حاذق کی طرف مسلمان قادیان سے رجوع کیا ہوتا بے اختیار آپ کی نظر بارہا پکار اٹھتی ؎

ہم غریبوں کا ہے تمہیں پہ نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

برادران ملت! وہ مسیح اور مہدی جس کا انتظار کرتے کرتے جوان بوڑھے ہو گئے اور بوڑھے اس جہان سے کوچ کر گئے اور بعض مایوس ہو کر اس کی آمد کے بھی منکر ہو گئے، ذرا ٹھنڈے دل سے سوچو تو سہی کہ آخر یہ کشتی امت کس طرح کنارے لگے گی۔ !!

اب تو دو راستوں میں سے ایک راستہ اختیار کرنا ضروری ہے۔ یا تو کہہ دو کہ امام مہدی

نے آنا ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ آجکل بیان کیا جا رہا ہے۔ بلکہ ذرا دانشگاف الفاظ میں یوں کہہ دو کہ آنحضرت صلعم نے جھوٹی خبر دی تھی (نعوذ باللہ من ذالک) یا پھر جس نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعوٰے کیا۔ اس کے دعوے اور دلائل صداقت پر صحتِ نیت کے ساتھ غور کرو جو عین وقت پر خدا کی طرف سے آیا۔ اور تم ہی میں سے ایک کو پھر دو کو پھر سینکڑوں پھر ہزاروں اور لاکھوں کو باذنِ رب اپنی طرف کھینچا۔ اور منجملہ اور شرائط کے اس شرط کے ساتھ بیعت لیا کہ بیعت کنندہ سچے دل سے اقرار کرے کہ

"اتباعِ رسم اور متابعتِ ہوا
وہوس سے باز رہے گا اور قرآن
شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے
سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ
وقال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ
میں دستور العمل قرار دے گا"
(شرطِ ششم)

پھر اپنے آقا و مطاع سیدنا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے طفیل اپنے ان مریدوں کی، ہاں انہی مسلمانوں کی جو "ڈھیر" اور "چکنے گھڑے" تصور کیے جاتے تھے ایسی اعلیٰ تربیت فرمائی اور اسلامی زندگی کی ایسی روح پھونکی کہ مسلمانوں کی یہ جماعت امام مہدی کی فدا دست میں ہر قسم کے غلط عقاید اور بُرے اعمال سے توبہ کر کے ہر قسم کی بد عادات اور بد رسومات کے پھندے گردنوں سے اتار کر ایسی پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی کہ یہود کے قدم پر قدم مارنے والے' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نقشِ قدم پر چلنے لگ گئے۔ چنانچہ شاعرِ مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ
نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر
ہوا ہے جسے فرقہ 'قادیانی' کہتے ہیں"
(ملّتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر ص۱۷)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بد رسوم کے خلاف ایسا عظیم جہاد فرمایا ہے کہ جس کے نتیجہ میں جماعتِ احمدیہ کے اکثر و بیشتر افراد خدا کے فضل سے ان تمام بد رسومات سے جن کا میں نے ابتداء میں ذکر کیا تھا اور جو آج کل مسلمانوں میں رائج ہیں بالکل پاک ہیں اور اُسوۂ رسول اللہ صلعم پر کاربند ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

لیکن اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہر جماعت میں کچھ کمزور افراد بھی ہوتے ہیں بس فذکّر فانّ الذکریٰ تنفع المؤمنین کے پیشِ نظر حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے تیسرے جانشین حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے آپؑ کی نیابت میں پھر سے اس جہاد کا اعلان فرما دیا ہے تا کہ جماعت کے بعض کمزور اور نئے شامل ہونے والے احمدی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم کارنامے پر حرف لانے کا موجب نہ بنیں۔ چنانچہ حضور انور نے ۲۳ جون ۱۹۶۷ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ:-

"میں ہر گھر کے دروازہ پر کھڑا ہو کر اور ہر گھرانہ کو مخاطب کر کے بد رسوم کے خلاف اعلان جہاد کرتا ہوں۔ اور جو گھرانہ بھی آج کے بعد ان چیزوں سے پرہیز نہیں کرے گا یاد رکھے کہ خدا اور اس کے رسولؐ اور اس کی جماعت کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔ وہ اس طرح جماعت سے نکال کر باہر پھینک دیا جائے گا جس طرح دودھ سے مکھی۔ پس قبل اس کے کہ خدا کا عذاب کسی قہری رنگ میں آپ پر وارد ہو یا اس کا قہر جماعتی نظام کی تعزیر کے رنگ میں آپ پر وارد ہو اپنی اصلاح کی فکر کرو۔ اور خدا سے ڈرو۔ اور اس دن کے عذاب سے بچو کہ جس دن کے ایک لحظہ کا عذاب بھی ساری عمر کی لذتوں کے مقابلے میں ایسا ہی ہے کہ اگر یہ لذتیں اور عمریں قربان کر دی جائیں اور انسان اس سے بچ سکے تب بھی وہ سودا مہنگا سودا نہیں سستا سودا ہے"

خدا تعالےٰ جماعت کے ہر ہر فرد کو اس جہاد میں پورے اخلاص کے ساتھ شریک ہونے اور اپنی عاقبت سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دیگر مسلمان بھائیوں کی آنکھوں کو بھی کھولے تا وہ بھی مسیح موعود اور مہدی معہود کو پہچان لیں اور اس کے اور اس کے خلفاء کے ساتھ بد رسومات کے خلاف اس جہاد میں شریک ہو کر اپنی گردنوں کے طوق و اغلال اتارنے میں کامیاب ہو سکیں ورنہ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں

فتدبّروا یا اُولی الالباب

درخواستہائے دعا

۱- عزیز محترم ناصر احمد صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ جمشید پور کا خط آیا ہے جس میں انہوں نے اپنی والدہ محترمہ کی تشویشناک علالت کا ذکر کیا ہے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ موصوفہ کی صحتِ کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں

ناظر بیت المال آمد قادیان

۲- خاکسار کی ہمشیرہ بیمار ہے اس کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

محمد یوسف بٹ کنہ پورہ کشمیر

محترمہ حضرت صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی تشریف آوری

بعد
لجنہ اماء اللہ بنگلور و شیموگہ کے تبلیغی و تربیتی جلسے

بنگلور

مورخہ ۵ر جولائی کو بنگلور میں حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی آمد پر آپ ہی کی زیرِ صدارت ایک تبلیغی و تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ محترمہ وسیمہ بیگم صاحبہ کی تلاوت قرآنِ پاک اور عزیزہ رضوانہ بیگم صاحبہ کی نظم خوانی کے بعد محترمہ اختر بیگم صاحبہ نے محترمہ صدر صاحبہ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جس میں آپ کو ممبرات لجنہ اماء اللہ بنگلور کی طرف سے خوش آمدید کہنے کے علاوہ اس بات کی مبارکباد پیش کی گئی کہ خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذریتِ طیبہ میں شامل فرما کر دینِ اسلام کی خدمت آپ کے سپرد کی

اس کے بعد ناصرات کی بچیوں نے ناصرات کا جھنڈا ہاتھ میں لے کر ایک ترانہ

ہم دنیا پہ دیں کو مقدم کریں گی
اور اسلام کا اونچا پرچم کریں گی

خوش الحانی سے گایا۔ عزیزہ یاسمین سلطانہ نے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات کے موضوع پر تقریر کی۔ محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ سیکرٹری تبلیغ نے نظم پڑھی۔ بعدہٗ حضرت صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے تقریر فرمائی آپ نے لجنہ کی تنظیم کی غرض و غایت بتاتے ہوئے قرآن کریم کے پڑھنے اور اس کے ساتھ وابستگی کی تاکید کی۔ اس کے بعد آپ نے بچیوں میں انعامات اور اسناد تقسیم کیں جنہوں نے سورہ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات یاد کی ہوئی تھیں۔ اس کے بعد محترمہ اختر بیگم صاحبہ صدر لجنہ بنگلور نے تمام حاضرات کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا کے بعد اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ حاضرات کی چائے سے تواضع کی گئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

خاکسار لطیفہ نسیم
سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بنگلور

شیموگہ

مورخہ ۸ر جولائی شیموگہ میں حضرت سیدہ امۃ القدوس صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی آمد پر ایک تبلیغی و تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز محترمہ بیگم بی صاحبہ کی تلاوت قرآنِ پاک سے ہوا۔ اس کے بعد عہد نامہ دوہرایا گیا۔ عزیزہ امۃ الرحیم صاحبہ نے نظم

خوش نصیب کہ ہم قادیاں میں رہتے ہیں

خوش الحانی سے پڑھی بعدہٗ خاکسار نے محترمہ صدر صاحبہ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جس میں سب ممبرات لجنہ اماء اللہ شیموگہ کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کا تحفہ پیش کیا گیا۔ اور یہ بھی کہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے قادیان جیسی مقدس بستی میں رہائش اور اس کی آبادی کا شرف عطا فرمایا ہے اور ہندوستان کی لجنات کی صدارت آپ کے سپرد کی ہے۔ جسے آپ نہایت خوش اسلوبی اور محنت سے ادا کر رہی ہیں۔

اس کے بعد حضرت صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے تقریر فرمائی جو نہایت مفید نصائح پر مشتمل تھی۔ آپ نے فرمایا بہنوں کو چاہیئے کہ اپنے اندر ایسا تغیر پیدا کریں کہ ہر نیکی اور سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکیں۔ نیز آپ نے بہنوں کو نماز، تلاوتِ قرآن پاک اور تسبیح و تحمید کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی۔ آپ نے اپنی ناسازیٔ طبع کے باوجود تقریباً ایک گھنٹہ تک تقریر کی جو بڑی توجہ اور انہماک سے سنی گئی۔

اس کے بعد ناصرات الاحمدیہ کا پروگرام عمل میں آیا۔ عزیزہ فضل النساء نے تلاوت قرآنِ پاک اور عزیزہ مبینہ بیگم نے ترنم سے نظم پڑھی عزیزہ بدر النساء نے ہمارا اسلام کے موضوع پر ایک مختصر تقریر کی۔ اس کے بعد ناصرات کی چند بچیوں نے ایک نظم

مل مل کے جائیں ہم قادیاں کو
دار الاماں کو جنت نشاں کو

پڑھی۔ بعدہٗ عزیزہ صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ اخلاق بیان کیے۔ عشرت جہاں صاحبہ نے حضرت رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ بیان کیا اور تسنیم سلطانہ کی ایک فارسی نظم کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے دعا کروائی۔

آخر میں محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے ان بچیوں کو انعامات اور اسناد عطا کیں جنہوں نے گزشتہ سال "راہِ ایمان" اور "یاد رکھنے کی باتیں" کا امتحان دیا تھا۔

یہ جلسہ ۵ بجے شروع ہو کر ۷ بجے اختتام پذیر ہوا اللہ تعالےٰ ہماری مساعی میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار خورشید بیگم
سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شیموگہ
میسور سٹیٹ

٭ ٭ ٭

اسلام کی حقیقت کا بیان — بقیہ اداریہ صفحہ نمبر (۲)

تعجب ہے کہ آپ کے سوانح نگاروں نے بھی زیادہ تر آپ کی زندگی کے اسی پہلو پر زور دینے کی کوشش کی حالانکہ آپ کا حقیقی کارنامہ مسلمانوں میں دینی روح کو پیدا کرنا تھا۔ اور اسی طرح اسلام کو حقیقی روحانی لحاظ سے برتر ثابت کرنا تھا۔

حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے صحیح چہرہ کو اور اسلام کی حقیقت کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور آپ کے ارد گرد خدا کے فضل سے دینی جذبہ رکھنے والے لوگ جمع ہوتے گئے اور ان لوگوں کی آپ نے ایک ایسی جماعت تیار کی جو قولاً و فعلاً آپ کے بتائے ہوئے طریقوں سے اسلام کی حقیقت کو دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے اور اشاعت اسلام کا اہم فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ اور جو نتائج اس وقت تک نکلے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت کی کوششوں کی بدولت اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جلد وہ وقت آئے گا کہ غیر مسلم اقوام بھی جوق در جوق اسلام میں داخل ہوں گی۔ انشاء اللہ۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

(م۔ ب۔ د)

آپ کا چندہ اخبار بدر ختم ہو رہا ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ آئندہ ماہ کی کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ بذریعہ اخبار بدر بطور یاد دہانی آپ کی خدمت میں تحریر ہے کہ آپ اپنے ذمہ کا چندہ اخبار بدر اپنی پہلی فرصت میں ادا فرمادیں۔ تاکہ آئندہ آپ کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اور ایسا نہ ہو کہ آپ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے آپ کا اخبار بند ہو جائے۔ اور آپ کچھ وقت کے لئے مرکزی حالات اور اہم ضروری اعلانات اور علمی مضامین کی آگاہی اور استفادہ سے محروم رہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو آمین۔

مینیجر اخبار بدر قادیان

خریداری نمبر	اسماء خریداران	خریداری نمبر	اسماء خریداران
۱۰۲۰	مکرم ڈاکٹر مرزا آدم بیگ صاحب	۱۳۲۷	مکرم سید مذکر الدین صاحب
۱۰۴۷	" عبدالعظیم صاحب	۱۳۱۹	مکرمہ محسنہ بیگم صاحبہ
۱۰۵۲	" دلار علی صاحب	۱۴۲۸	" مسز خان بہادر محمود صاحب
۱۰۶۰	" صاجداد خان صاحب	۱۵۱۵	مکرم عبدالعزیز صاحب
۱۱۰۴	" ایس۔ اے۔ کیو سیف الدین صاحب	۱۵۲۷	" سلطان احمد خان صاحب
۱۱۲۴	" خواجہ معین الدین صاحب	۱۵۹۹	" انیس الاسلام صاحب
۱۱۸۲	" محی الدین صاحب	۱۶۶۹	کوئیکس بیٹری چارجنگ
۱۱۹۰	" سید ممتاز احمد صاحب	۱۶۷۷	مکرم نذیر محمد صاحب
۱۱۹۶	مکرمہ ایس۔ ایم۔ نساء صاحبہ	۱۷۷۲	" حامد علی صاحب
۱۲۰۲	مکرم سید کمال الدین صاحب	۱۷۸۵	" محمد عظمت اللہ صاحب
۱۲۰۸	" جے۔ ایس۔ [illegible] صاحب	۱۸۲۹	" محمد شہاب الدین صاحب
۱۲۱۵	" عبدالحی صاحب	۱۸۳۵	" محمد اسحق صاحب
۱۲۲۷	" محمد نور عالم صاحب	۱۸۳۷	" ایس۔ ایس۔ ساجدین صاحب
۱۲۳۸	" محمد یوسف صاحب	۱۸۴۵	" محمد ابراہیم خان صاحب
۱۲۴۵	" ناصر احمد صاحب	۱۸۵۹	" سید مسعود احمد صاحب
۱۲۴۶	" محمد عبداللطیف صاحب	۱۹۸۸	" منشی ظہیر الدین صاحب
۱۲۴۷	" محمد ظہور حسن صاحب	۲۰۱۰	مکرمہ مسز اے۔ ایم۔ قریشی صاحبہ
۱۲۶۳	" ایم۔ اے۔ [illegible] صاحب	[illegible]	مکرم بی۔ اے۔ عبدالرحیم صاحب
[illegible]	" سید علام الدین صاحب	۲۰۵۰	" سید اقبال احمد صاحب
۱۲۸۴	" احسان اللہ صاحب	۲۰۵۶	مکرمہ والدہ صاحبہ ڈاکٹر الفینہ [illegible] صاحب

امتحان میں کامیابی

عزیزہ ناصرہ بنت محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی S.L.C. پاس کرکے اب فرسٹ ایئر کالج میں داخل ہوتی ہیں۔ احباب دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ عزیزہ کی کامیابی کو موجب برکت بنائے اور آئندہ بھی علمی ترقیات سے نوازتا رہے۔ آمین۔ (ایڈیٹر بدر)

حیدرآباد میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا ورودِ مسعود

بقیہ صفحہ اول

جس میں نہایت ہی لطیف انداز میں حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و سوانح کی روشنی میں تربیتی اور تبلیغی امور بیان فرمائے۔ اجتماعی دعا کے ساتھ اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ جماعت کے کثیر احباب نے اس اجتماع میں شرکت کرکے فائدہ اٹھایا۔ حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔

خطبہ جمعہ ۲۱ر جولائی بروز جمعہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے احمدیہ لیکچر ہال میں ایک پُرمعارف خطبہ بیان فرمایا۔ جس میں آپ نے بتایا کہ غرباء۔ پریشان حال لوگوں اور ضرورتمندوں کی ضروریات کو سمجھنا اور اس کا احساس اپنے اندر پیدا کرنا اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی سعی اور کوشش کرنا یہ ایک اہم فریضہ ہے جو احمدی غرباء کی جانب سے ان کے امراء پر عاید ہوتا ہے۔ پھر اس سلسلہ میں غریب رشتہ داروں کے حقوق مقدم ہوتے ہیں۔ ایک مخلص احمدی چاہے کتنا ہی غریب ہو وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بڑے سے بڑے شہنشاہ سے بھی زیادہ معزز ہے۔ اسے حقیر خیال کرنا نادانی ہے۔ دورِ حاضرہ میں امیر اور غریب کا فرق کرنے کے نتیجہ میں آج ایک بھیانک تحریک ہمارے سامنے موجود ہے جس کے اثرات پوری دنیا میں بڑی تیزی کے ساتھ پڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دورِ حاضرہ میں امیر و غریب کے امتیاز کو مٹا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے حقیقی مساوات کا نمونہ قائم فرمایا ہے۔ جس پر خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ قائم ہے۔ ہم سب کو اس ذمہ داری کو سمجھنا چاہیئے جو دورِ حاضرہ کے انقلاب کے نتیجہ میں ہمارے کندھوں پر ڈالی گئی ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں درویشانِ قادیان کی اہم قربانیوں کا بھی تذکرہ فرمایا۔ نیز موجودہ اقتصادی حالات کی بعض مثالیں پیش کرکے مالی مشکلات کی بعض نہایت ہی دردناک مثالیں بھی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ درویشانِ کرام محض خدا تعالیٰ کی خاطر اس کی رضا کے حصول کیلئے استقلال و استقامت کا اعلیٰ نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ اور اس عہد پر قائم ہیں جو عہد انہوں نے اپنے پیارے امام کے ہاتھ پر کیا ہے۔

خدا کے فضل سے حیدرآباد اور سکندرآباد کی جماعت ایک بڑی اور اہم جماعت ہے اس لئے یہاں حضرت صاحبزادہ صاحب کی مصروفیات بھی بہت زیادہ ہیں۔ اسی اثناء میں فرقہ مہدویہ کے بعض علماء کرام نے مکرم بشیر الدین الہ دین صاحب کے توسط سے حضرت صاحبزادہ صاحب سے ملاقات کی اور یہ بھی حضرت صاحبزادہ صاحب کے بیان سے بہت متاثر ہوئے۔

حیدرآباد کے بعد صاحبزادہ صاحب کا پروگرام یادگیر جانے کا ہے۔ احباب آپ کے اس کامیاب دورہ کیلئے دعائیں فرمادیں۔

اعلانِ نکاح

حیدرآباد ۲۱ر جولائی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے عزیز غلام محمد صاحب ولد محمد حشمت اللہ صاحب احمدی ساکن چنداپور کا نکاح عزیزہ صفیہ بیگم بنت مکرم محمد عنایت اللہ صاحب ساکن ہیرا پہاڑ کے ہمراہ بعوض مبلغ پانچ صد (۵۰۰/-) روپے مسجد احمدیہ حیدرآباد میں پڑھا۔ بزرگانِ سلسلہ و احباب کرام سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعثِ رحمت و برکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ بناوے آمین۔

اس موقعہ پر جانبین نے اعانت بدر میں مبلغ دس روپے اور شکرانہ فنڈ میں دس روپے ادا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

خاکسار: عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم حیدرآباد

تقریب رخصتانہ

مکرم عبدالحفیظ صاحب خانی بی۔ اے اپنی مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب [illegible] اطلاع دی ہے کہ مورخہ ۷ر [illegible] جولائی کو حیدرآباد میں مکرم مولوی بشارت احمد صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کی تقریب شادی ان کی ہمشیرہ نسیم بیگم صاحبہ کے ہمراہ عمل میں آئی۔ اس موقعہ پر ان کے والد مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب نازؔ نے اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت ایک پرسوز اور دلی جذبات کی ترجمانی کرنے والی نظم پڑھ کر سنائی۔ نیز جانبین نے اعانتِ بدر میں ۱۰/- روپے اور درویش فنڈ میں دس روپے ادا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ (ایڈیٹر بدر)

درویش فنڈ

نظارت ہذا کی طرف سے تمام ایسے بھائیوں کی خدمت میں یاد دہانیاں بھجوائی جا چکی ہیں جنہوں نے درویش فنڈ کے لئے مخلصانہ وعدے کر رکھے ہیں۔
ان تمام بھائیوں سے درخواست ہے کہ مہربانی فرما کر جلد اس طرف توجہ فرمائیں اور جس خلوص و محبت کے ساتھ انہوں نے وعدے فرمائے تھے، اسی خلوص و محبت کے ساتھ ان کو پورا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام بھائیوں کو ایفائے وعدہ کی توفیق بخشے۔ آمین ؛

ناظر بیت المال آمد قادیان

اپنی وصولی کی رفتار کو دوگنا کریں

تحریکِ جدید کے موجودہ مالی سال کے آٹھ ماہ گذر چکے ہیں اور صرف چار ماہ باقی ہیں۔ مگر ابھی تک بہت سی جماعتوں کی وصولی چندہ تحریکِ جدید کی رفتار بہت کم ہے اور کثیر رقم جماعتوں کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی صرف یہی صورت ممکن ہے کہ جماعتیں وصولی چندہ تحریکِ جدید کی رفتار نہ صرف تیز کر دیں بلکہ گذشتہ آٹھ ماہ کے مقابل میں دوگنا کر دیں۔ تاکہ وقتِ مقررہ کے ختم ہونے سے قبل اپنے اس اولین فریضہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں۔

اس لئے تمام احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ وہ وصولی چندہ تحریکِ جدید کی طرف فوری توجہ فرمائیں، اور اس چندہ کو پیچھے نہ ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

شکریۂ احباب اور درخواستِ دعا

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل، حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ، بزرگانِ سلسلہ، احبابِ جماعت اور درویشانِ قادیان کی خصوصی دعاؤں سے عزیز عبدالرشید بدر کو پہلے پری میڈیکل کے سالانہ امتحان میں نمایاں کامیابی عطا فرمائی اس کے بعد اب عزیز کو لدھیانہ کرسچن میڈیکل کالج میں بتاریخ ۲۷ جولائی ۷۲ء اعزاز کے ساتھ داخلہ مل گیا ہے۔ الحمد للہ۔ میں تمام بزرگانِ سلسلہ بھائیوں بہنوں کا ان کی مخلصانہ دعاؤں پر تہِ دل سے شکر گزار ہوں۔ اور درخواست کرتا ہوں کہ آئندہ بھی عزیز کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں اللہ تعالیٰ اُسے صحت و سلامتی کے ساتھ تعلیم مکمل کرنے اور اس میں بھی خاص نام پانے کی سعادت بخشے۔ اور پھر قابل ڈاکٹر بن کر سلسلہ اور مخلوقِ خدا کی خدمت کی توفیق دے آمین۔

(۲) ــــ خود میری اپنی طبیعت بھی ایک ماہ سے ہائی بلڈ پریشر اور شدید قسم کے ضعفِ دماغ و عام کمزوری کے سبب علیل چلی آ رہی ہے۔ کامل شفایابی اور خدمتِ دین کی مزید توفیق پانے کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتا ہوں۔ خاکسار: محمد حفیظ بقاپوری۔

احمدیہ صوبائی کانفرنس کشمیر

مورخہ ۲۶ و ۲۷ اگست بروز سنیچر وار و اتوار

جیسا کہ احباب کو علم ہو گیا ہوگا کہ امسال احمدیہ صوبائی کانفرنس کا انعقاد مورخہ ۲۶ و ۲۷ اگست بروز سنیچر وار و اتوار احاطہ مسجد احمدیہ سری نگر میں ہوگا۔ سنیچر وار کو پانچ بجے کے بعد اس مبارک کانفرنس کا افتتاح ہوگا۔ اسی رات لنگر کا بھی اجراء ہوگا۔ سوموار کی صبح کو معزز مہمان بعد فراغت چائے بخیر و خوبی اپنے اپنے گھروں کو لوٹ سکیں گے۔ حسبِ اعلان کانفرنس کے بعد لوکل اجلاسات ہوں گے۔

جیسا کہ یہ بھی اعلان ہو چکا ہے کہ یہ موسم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی اچھا ہوتا ہے۔ اور ہزاروں سیاح بغرض سیر و تفریح وادی میں آتے ہیں۔ اس لئے بیرونِ کشمیر کے احباب بھی جلسے کے فیض و برکات سے مستفید ہو کر یہاں کے پُر فضا مقامات سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں بیرونِ کشمیر سے آنے والے حضرات سے مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ پہلے سے ہی اپنی آمد سے اطلاع دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حافظ و ناصر ہو آمین۔

المُعلِن :- خاکسار غلام نبی نیاز خادمِ سلسلہ۔ مسجد احمدیہ نزد جی۔ آئی۔ پی آفس سری نگر

انسپکٹر صاحب تحریکِ جدید کا دورہ جموں کشمیر

مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد انسپکٹر تحریکِ جدید جماعتہائے احمدیہ صوبہ جموں کشمیر سے وصولی چندہ تحریکِ جدید کے لئے عنقریب روانہ ہو رہے ہیں۔ جملہ عہدیدارانِ جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ انسپکٹر صاحب موصوف سے پُورا پُورا تعاون کر کے اُن کے دورہ کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ وہ اپنے پروگرام سے جماعتوں کو خود مطلع کرتے رہیں گے ؛

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

زکوٰۃ

۱ زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رُکن ہے۔
۲ ہر صاحبِ نصاب پر اس کی ادائیگی ضروری ہے۔
۳ کوئی دُوسرا چندہ زکوٰۃ کا قائمقام تصوّر نہیں ہو سکتا۔
۴ زکوٰۃ مومنوں کے مال کو پاک کرتی ہے۔ ۵ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی رُو سے زکوٰۃ کی تمام رقوم انجمن میں آنی چاہئیں۔

تمام صاحبِ نصاب احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ جس قدر زکوٰۃ آپ کے ذمہ واجب الادا ہے اُسے ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق دے آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

پٹرول یا ڈیزل
سے
چلنے والے
ٹرک یا
کار
کے ہر قسم کے پُرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پُرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں!
AUTO
TRADERS
16 MANGOE LANE
CALCUTTA-1
تار کا پتہ :- "Autocentre"
فون نمبرز: 23-1652
23-5222

درخواستِ دعا

میں نے امسال B.A. Final کا امتحان دیا ہوا ہے۔ نتیجہ نکلنے والا ہے۔ میں درویشانِ قادیان اور جملہ احبابِ جماعت سے اس امتحان میں اپنی نمایاں کامیابی کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے عاجزانہ دعاؤں کی درخواست کرتا ہوں۔

خاکسار: میر عبدالحمید باری پورہ کشمیر۔

اخبار بدر کی اعانت قومی فریضہ ہے (مینیجر بدر)